

گفتارنامہ

۸ غزلیں ۱۵ لغتوں اور ۵ گیتوں کا مجموعہ

A - M - Hashmi
پیشوا اور کھنوی

ناشر: مکتبہ سلطان کی بکری

اشاعت اول

دائمی حقوق بحق ناشتر محفوظ

پر نثر و سلسلہ سلطان حسین - سلطان فاضل آرٹ بنگلہ
پر منتخب پریس پبلیشر سے شائع کیا

قیمت دو روپے

اس ذات گرامی کے نام
جس نے میری زندگی کو زندگی بنا دیا۔

یعنی

اپنے پیر و مرشد امام الساکین محبوب حق حضرت شاہ محمد تقی
عرف عزیز میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ عالیہ
نیازیہ بریلی شریف

بہن زاد لکھنوی

۹۷۔ علی عمر اسٹریٹ بمبئی ۲۰

عزیز حال

سلامت کے بعد اب میرا یہ مجموعہ پبلک کے سامنے آ رہا ہے
اس عرصہ میں میری زندگی جن حالات کا شکار رہی وہ میرے اشعار بتائیں گے
میرے پہلے دواوین جس عالم کے پیداوار ہیں یہ دیوان اس عالم سے
کہیں دور ہے میرے کلام میں اغلاط یقینی ہیں۔ مجھے نہ کبھی استاد ہونے
کا دعویٰ ہوا اور نہ انشاء اللہ کبھی ہوگا۔ اتنا ضرور ہے کہ شعر کہتا ہوں اور

رہتا ہوں۔

خاکپائے شہر

بہارِ یادِ لکھنوی

ہے تو ہی نہاں ہو تو ہی عیاں تری شان جل جلالہ
 تو کہاں نہیں، نہیں تو کہاں تری شان جل جلالہ
 ترے نور ہی کا ظہور ہیں، یہ جو حین و انس دلیور ہیں
 یہ شجر حجر، یہ زمیں زماں، تری شان جل جلالہ
 تو ہی ڈوبتوں کا سہارا ہو، تو ہی بحر غم کا کنارہ ہے
 تو ہی بکیوں کا سو پاسباں، تری شان جل جلالہ
 تری فکر مذہب صادقان، تری یاد جو ہر عاشقان
 ترا ذکر مسلک عارفان، تری شان جل جلالہ
 یہی رنگ دیکھ کے دنگ ہے، جس کو کچھ شعور ہو ڈھنگ ہے
 تو ہی راز ہو، تو ہی راز داں، تری شان جل جلالہ

وہ مکرم وہ شفیع المذنبین پیدا کریں
 جس کے نظارے کو کھوجا نگاہ آرزو
 مقصدِ چشم مراد عاشقین پیدا کریں
 نام سے جس کے ملے ہر قلب مضطر کو سکوں
 جو ہے سب کے دلوں میں وہ مکین پیدا کریں
 بعد اسکے پھر نہ بھیجیں کوئی مرسل نہ ہر میں
 ابتداء سے کل ہو لیکن آخر میں پیدا کریں
 وہ بتائے کل جہاں کو رازِ عبود و عبدیت
 کل مذاہب کا جو جو ہر ہو وہ دینِ بیکاریں

کرشمہ باری تعالیٰ

حق تعالیٰ نے پھر اپنا عظیم کیا
 یعنی نور حضرت شاہ بدایہ پیدا کیا
 ہوئی اک غنیا کن دو دنوں عالم کی نو
 یعنی سب کچھ ابتدا تا انتہا پیدا کیا
 بعد اسکے چار عنصر آب و آتش خاک و باد
 انکے مجموعہ و اک حق آشنا پیدا کیا
 اسکی پیشانی میں سکھانہ ختم المرسلین
 اور اسکی نسل و اک سلسلہ پیدا کیا
 منتقل ہوتا رہا یہ نور جس جہز میں اتیں
 اُسے اُس اُس ذات کو معجز نہا پیدا کیا
 بعد عیسیٰ بعد موسیٰ پشت عبد اللہ کو
 حق تعالیٰ نے مراد دوسرا پیدا کیا
 یعنی حق نے ہم سبھوں کا رہنما پیدا کیا
 یعنی اس دنیا میں آکر چھو اللعالمین
 بہر تعلیم آئی اس کے خود بہار بوستا
 بہلوں نے مہر جہا کا غلغلہ پیدا کیا

سلام

السلام اے شاہ دیں شاہ زمانہ السلام

آپ بنکر تاجدارِ دو جہاں پیدا ہوئے

السلام اے صاحب مہر نبوت السلام

آپ ہی بن کر خدائی کا نشان پیدا ہوئے

السلام اے سبکیوں کی زندگانی السلام

آپ ہی بن کر شفیع عالمیاں پیدا ہوئے

السلام اے باعث تخلیق عالم السلام

آپ بن کر صاحب کون و مکان پیدا ہوئے

السلام اے عین ذات عین ایمان السلام

آپ بن کر باعث تسکین جان پیدا ہوئے

السلام اے واقف راز تہائی السلام
 آپ بستر صاحب راز تہاں پیدا ہوئے
 آپ ہی کے نام کا شیرادل بہزاد ہے
 آپ ہی کی آرزو ہو آپ ہی کی یاد ہے

جائے نہ کبھی دل سے تٹائے مدینہ
 یارب ہر ہونٹوں پہ یونہی ہائے مدینہ
 سودائی ہو وہ جسکو ہو اس دہر کا سودا
 ہشیار ہو وہ جسکو ہو سوائے مدینہ

پہ دیکھنے والوں کی نظر تم سے کہے گی
 جنت کہیں بڑھ کے ہو دنیا سے مدینہ

تیری ہی ضیاءوں سے منور ہیں دو عالم
 صدقے ترے اے شمع تجلائے مدینہ
 خورشید جہاں تاب کے کر نوکی تم ہے
 دنیا کا ہر اک ذرہ ہے شیدا اے مدینہ
 اس دل کو تو تاحشر سکوں مل نہیں سکتا
 جس دل میں نہیں خب تو لائے مدینہ
 بہزاد میں سمجھوں مجھے معراج ملی ہے
 آئے جو نظر گنبد والا اے مدینہ

یہ عرض اور حمت خاص و عام
 بلایئے پیش باب السلام
 علیہ الصلوٰۃ وعلیہ السلام
 مجھے مقصد زندگی دیکھئے

بہت دن ہو قلب بند ہو گئیں بہت دن ہو نظریں نہیں شاد کام
 نہیں زندگی میں کوئی کیف بھی المے کے آتی ہر صبح و شام
 خدا جانے کب تک ہوں صرف جو خدا جانے کب تک ہو قصہ تمام
 یہی بس ہو حسرت یہی آرزو مدینہ کی گلیاں ہوں اور صبح و شام

بجز آپ کے اور کس سے کہے
 کہ بہتر آدمی ہے آپ ہی کا غلام

روح روان گلستاں صل علی محمد
 یعنی ہزار دو جہاں صل علی محمد
 راہ نمائے عارفان مقصد علم سالکان
 صادق و جان صادقان صل علی محمد

ہو ترا کرم ہی چمن چمن، ہو تری عطا ہی روش روشن
 ہے تو ہی تو خلق کا ہر باں، تری شان جل جلالہ
 ہو ترا ہی نور یہاں وہاں، ترا آستان ہو ہر آستان
 ہو جی تو خم سر عاشقاں، تری شان جل جلالہ



A-M-Aashi

۵
ولادتِ باسعادت

مرضی باری تعالیٰ

جن کی خواہش ہو کہ وہ علم و یقین پیدا کریں

اپنے دلمیں عشق ختم امر میں پیدا کریں

قلم

نعمتیں

مرضی حق کو ہوا مقصود یہ اکسارگی

جسے ہم شیدا ہوں اک ایسا میں پیدا کریں

نور سے زائد منور ہو وہ ذاتِ باعفا

چاند سے زائد جمیں اک جمیں پیدا کریں

ناز کو بھی ناز ہو جس ناز میں کے نگہ

ناز پر ورتا زوشس وہ ناز میں پیدا کریں

صد گستاں درگز رو صد پہاراں در چین

اسکی خاطر ایک فردوس بریں پیدا کریں

اسکے ہر غنچے کو دیدیں عود و عنبر کی شمیم

اسکے ہر پتے کو رشک یا میں پیدا کریں

اسکودیں گل عظمتیں گل برکتیں گل رفعتیں

صاحب لوح و قلم کرسی نشین پیدا کریں

تحت ہیں اسکے ہوں گل حور و ملک جن و بشر

مالک طبل و علم تاج و نگیں پیدا کریں

کشتی عصیاں ہو جکی ذات سے سال شناس

باعث خلق و دوسرا خاتم و ختم انبیا

وجہ زمین و آسمان صل علی محمد

آپ کو جس نے پالیا اس نے خدا کو پالیا

منزل راہ انس و جان صل علی محمد

آپ ہی کی ضیاء کون و مکان میں روشنی

صبح مراد عاشقاں صل علی محمد

بندہ نواز و مہرباں پشت پناہ عاصیاں

مالک لطیف بیکراں صل علی محمد

ملتی ہو اسکی ہر بلا ہوتا ہی اس سے خوش خدا

پڑھتا ہی جو کہ ہر زمان صل علی محمد

مدینہ جاؤ تو اتنا پیام کہدینا کہ ہند میں ہوتیاں اک غلام کہدینا
 تڑپے کے گذرتے ہیں اتن کے عجیب طرح کے میں صبح شام کہدینا
 مسلسل آنکھ دھرتے ہیں شکر خجلی غم کا اُپہ ہر اک اردہام کہدینا
 ضرور کہنا کہ بے بس ہر اور ہر مجبور سحر کے بھیس میں آتی ہر شام کہدینا
 چھپا کے رکھنا نہ کچھ بھی حضور اقدس جو تم نے دیکھا ہر سب کا کام کہدینا
 یہ کہنا بھول گیا میں کہ پیش گنبد سبز ادب کے ساتھ تو پہلے سلام کہدینا
 جو تجھ سے پوچھیں کہ وہ کون شخص ہوتا تو ان سے چپکے سے بہتر ادا نام کہدینا

الہی میرا مدینہ مقام ہو جائے

وہیں پہ زیست کا قصہ تمام ہو جائے

کچھ اس ادا سے کروں شکر کے ادا بھرے

مری حبیب کا زمانے میں نام ہو جائے
 کسی کے سامنے پہنچوں بصد نیاز و وفا
 کسی حضور میں میرا سلام ہو جائے
 ملے کچھ اتنا کہ محرومیاں بھی حیراں ہوں
 مراد یاب دل تشنہ کام ہو جائے
 در حبیب خدا کے ہوں روز نفا سے

کہ جو سحر بھی ہو ہر رنگ شام ہو جائے
 الہی تو ہی سہا رہے غم نصیبوں کا

ترا کرم ہو تو قسمت کا نام ہو جائے
 الہی تو لب بہرہ کی دعا سن لے یہ دعا یہ ہر اسے طیبہ میں شام ہو جائے

خبر بھی ہے کیا اے نظر ڈھونڈتا ہوں

مدینے کے دیوار و در ڈھونڈتا ہوں

عاشق ہر جلدی سے پہنچوں مدینے

دعاؤں میں اپنی اثر ڈھونڈتا ہوں

جو کہتا ہے کہدوں گا خود اُن سہرور کو

پیاٹی نہیں نامہ بردھونڈتا ہوں

مرے دلیں ہر بس نسیم درویش رب

پتے چارہ اک چارہ گر ڈھونڈتا ہوں

وہ برکت کے دن اور وہ رحمت کی آں

مدینے کے شام و سحر ڈھونڈتا ہوں

مراد درپہاں ہے ظاہر نہیں ہے

جو پہچان لے وہ نظر ڈھونڈتا ہوں

جہاں بھکس کے سر زندگی بھرنا ٹھٹھے

میں بہر آو وہ سنگ در ڈھونڈتا ہوں

مقصود دل جگر مدینہ ہے یعنی مد نظر مدینہ ہے

یہ قدم جس طرف بھی لیجائیں روح کی رہ گزر مدینہ ہے

زندگی کی سحر کہ موت کی عبس منہج ہر سحر مدینہ ہے

دیکھ کر کیا کرے وہ جنت کو جس کے پیش نظر مدینہ ہے

قافلے والے پوچھتے کیسا زو لیچو تم جدھر مدینہ ہے

چشم مشتاق کی ضرورت ہو ہر جگہ جلوہ گر مدینہ ہے

کعبہ والوں نے کہہ دیا بہر آو

کعبے والوں کا گھر مدینہ ہے

مدینے کی جس وقت آرزو ہے

میرا حال یہ ہے کہ دل تیرا رہی

اٹل سے ابھی تک تو یکساں ہو رہا

یہی آرزو تھی یہی آرزو ہے

چلو چل کے شرب میں قسمت بنائیں

یہی ذکر ہر سمت ہے کو جگہ ہے

مدینہ نہ دیکھا تو کچھ بھی نہ دیکھا

جہ ہر دیکھے بس یہی گفت گو ہے

ادائے نماز محبت تو کرے

انتا بڑی دیر سے قبلہ رو ہے

اگر ختم ہو تو مدینے میں جا کر

میری زندگی کو یہی آرزو ہے

یہ دنیا نہ بہتر ادا کچھ نہ تو دے گی

اسے ہوش کر کہیں خیالوں میں قہر ہے

مدینے کو بلائے کسلی والے

بھلا مشکل سے پھر کیوں تھامے

بہکتے چارے ہیں ہم گمراہ

بڑی اُمت کی کشتی پر بھینچے ہیں

مسلمانوں کا عالم اسے ابتر

بڑے ہیں یا بھلے ہیں تو تیرے

کرم کر اور بچے کسلی والے

دل بہتر ادا ہے پیاب شرب

اسے اللہ بلائے کسلی والے

مگر بوند سے بڑھ کر تیرا تو ہے

یہ کہتے ہیں بنگالوں کی بھائی تو ہے

مگر بنگالوں کے لئے تو ہے

گجرات میں لگی ہے وہ بھائی تو ہے

کیا کرنا ہے جو سر شوق ہیں مضمحل ہوئے

بہنی چو کھٹ کے قریں ہوں بھائی تو ہے

کہہ دے گی بھڑکے صرخت یہ خاموش بی

اپنا عالم جو ہے ہم ان کو بتائیں تو ہے

شکوہ دوری مسندوں جو کریں ہم تو قصو

قافلے والے ہیں ساتھ بھائی تو ہے

میرے نالوں میں اثر آئے تو کچھ بات ہے

میری آہیں مرا بیخام نشانیں تو ہے

بند بھدق سے اگر کام تو ہے

گر نہ جہا بھائی یہ حیرت کی گت نہیں تو ہے

چھب دکھلا دو احمد پیار سے

نام مدینہ جب آتا ہے

لاکھ بڑے ہیں لاج کو رکھو

نہ وہ بنو رہیں ڈول رہی ہے

ٹپہ لگی ہے آنکھ ہمارے

تم سے ہی پاتے ہیں غیائیں

اُس ذرا پہنرا کو دیدو

بٹھانگر کے راج دلارے

رہتے ہیں ہم دور کو مارے

کچھ بھی سہی پر ہم ہیں مہتاب سے

کون لگا سے اسکو کنا سے

تم ہی بس ہو کیسیوں ہمارے

یہ سوج یہ چاند تارے

ٹوٹ چکے ہیں اس کے بے سار

غزلیں

میرے غم کی تنہیاں پیچھے میرے سمجھ نہیں

ان سے جو کہنا تھا کہہ آیا مگر سمجھا نہیں

اک فوں سا چہا گیا کون وہ کون سا یہ ہرگز

بہت سے ہر شے بوسہ دوں نظر سمجھا نہیں

اُرتی تھی میرے قدموں کی سدا اور نہ ک

کون آتا ہے چہ رخ رہ دگر سمجھا نہیں

کہہ یا گل راز سچ نہ کہ ساقی نے مگر

بے خبر سمجھے تو سمجھے با خبر سمجھ نہیں

ظلمتوں سے شکی میں نہ کہیں رشب کا ت دی

ہر تہی کو کہی میں نے سحر سمجھا نہیں

میں تو سمجھا تھا یوں ہی، نکمہ نہیں آں سو گئے

میں نے اسکو اپنی آہوں کا اثر سمجھا نہیں

ارے یہ بتا دے ان کا اندر زحی ب

اُن کا جلوہ مجھ کو بتیب نظر سمجھا نہیں

پاس کا عالم نہ میری خوش نونی کا مزا

ذیرہ ور کے پاس یہ تھا دید و سمجھا نہیں

کس لئے آخر خشکی اپنی چشم کشید

ہر جگہ وہ ہیں یہی فروغ نظر سمجھا نہیں

اُنکے پاسے ناز و بر میر ز سجدوں کی تابش

بوش ہی کب ہو مجھے اسکی نظر سمجھا نہیں

کوئی ہوا واد ویرے کچھ شوق کو

جلوہ کی پکار دوسرے جلوہ گر سمجھا نہیں

زلف و رخ سے ماورا بہر ادھی میر خیال

میرا عالم صاحب شام و سحر جہا نہیں

رو نظر غم کا سہارا نہ بنے تو کیسا ہو

موج اٹھ کر جو کس را نہ بنے تو کیسا ہو

شک ہی گر کے بڑھا تا رہا نیم شب

اشک تو صبح کا ترانہ نہ ڈالیا ہو

نہ اسے نہ ہونے کے خیر پہ اچھ بتی ہوا

ادراگر کوئی تھا را نہ بنے تو کیسا ہو

ندوں بعد نظر آئی انفس کی جنبش

یہی جنبش چراغ را نہ بنے تو کیسا ہو

گرفتار کرتے ہی سے رازوں کو کھلتا ہے

اگر کوئی راز کو راز نہ بنے تو کیا ہو

خیر خوشیوں سے تو مرنے والا ہے ہم سے

اگر غم بھی ہو راز نہ بنے تو کیا ہو

کس طرح منزل مقصود کو پاس سے مہر و

یابی ٹھوکر چوسہا راز نہ بنے تو کیا ہو

روح میخانہ اگر ہے تو نقطہ جنبش چشم

زیبا سے راز نہ بنے تو کیا ہو

ایک آنسو کی ثقیلت تو نہیں کہہ سکتی

یہ ستارہ اور ستارہ نہ بنے تو کیا ہو

ہم سے پوچھو کہ ہر جہتی ہر اپنی کیونکر

ورد اگر درد کو راز نہ بنے تو کیا ہو

لازم کہاں جاؤ گے بیکر دل پر شوق اپنا

کوئی بہتر اور تہا راز نہ بنے تو کیا ہو

اب وہ راتیں نہیں وہ دن نہیں وہ شامیں

جب سو تم آگے گئے روح کو آرام نہیں

پاکے بھی تجھ کو سکون دل نہ کام نہیں

تو وہ آرام ہے جس سے کوئی آرام نہیں

تیرے صدقے تیرے پیمان وفا کے تران

میں وہاں ہوں کہ جہاں گردش ایام نہیں

تیری نظروں کا یہ عالم کہ مکمل شب وصل

میری دنیا کا یہ عالم کہ کہیں شام نہیں

اب تو بجدے کا ہے مقصود نشا طبعہ

اب تیری بجدہ نوازی کا کوئی کام نہیں

یہی رہزن تے بتایا یہی رہبر نے کہا

راہ ایسی ہے کہ سنسن کا کہیں نام نہیں

نامہ برتجہ سے جو پوچھیں تو ہیست نہ دے

اور کہنا بجز اس کے کوئی پنہ نام نہیں

اے ہرے چارہ گرد و نشا ہمار

کوئی حسرت بھی فقیر سحر و شام نہیں

تیرے میکش و ہاں پی لیتے ہیں جام مسخ شوق

جہاں ساقی نہیں مخ نہ نہیں جام نہیں

تیرے جلووں کے سوا غیر پر کیوں جائے نگاہ

یہ مرا ذوق تاشا تو کوئی عام نہیں

یہ تیرے عشق کا مارا ہوا بہتر از سب

کون کہتا ہے کہ مشہور ہے پر نام نہیں

تصور کسی پردہ نشیں کا یہ عالم ہے دل اندوگن کا

یہ عکس رخ ہے کس پردہ نشیں کا بنا کر ہر فردہ زمیں کا

جبیں جسے جھکی ہو بہر سجدہ فک سے چھوڑ رہیں کا

ابھر آیا ہے پھر میرا سفینہ کرم دیکھو موج نشیں کا

نہ لاتا تاب دیدار لیکن سہارا ہے نگاہ اولیں کا

دل مضطر شکستہ ہو تو کیونکر مکان کو پاس ہو چکیں کا

ازل سے آج تک وقف سجد کوئی یہ حوصلہ دیکھے جس میں کا

جھابوں پر بھی ہو جاتا ہو ظاہر یہی پردہ تو ہے پردہ نشیں کا

ہوا جو حجب سے دامن پارہ تو آیا ہوش ہم کو آستین کا

ہزاروں رنگ کے جلو تو ریز فلک حیراں ہو کیا کہنا نہیں کا

ہمارا حال اب ابتر ہے بہتر آد

محبت نے نہیں رکھا کہیں کا

ہر وہی شب ہیں وہی رستہ وہی ہنگام ہو

یہ رہے بچے جانے سے کیوں تنہا چراغ شام ہو

زنگ غوش کا مڑا زنگی ناکام ہے

ایک ہی عالم ہیں دونوں ایک ہی انجام ہے

پاس میرے کیا دل اک جگر اک چشم تر

ایک دیوانہ ہے اک وحشی ہے اک ناکام ہے

میں دو سحر کیوں مانگوں شب الام و بھر

صبح کا عالم حقیقت میں فریب شام ہے

تو رہے ہیں ذرے ذرے رعیاں وہ چار سو

اللہ اللہ آج پھر اذن تماشا عام ہے

اب ہیں ہم رہ گئے ہیں اس جہاں شوق میں

اب نہ وہ عالم نہ وہ نظریں نہ وہ پیغام ہے

جھٹکتی ہے ان کے قدموں پر زمین آڑ

کفر جتنے ہیں جتنے شاید اسی کا نام ہے

دور مئی منزل کو اکثر خود پرہا پیتا ہوں میں

۲۱
روزِ مہرباں پر پہنچ جانا بھی کوئی کام ہے

یہ سے ساتھی۔ نہ پٹائی مجھ کو اس انداز سے

پیکر سے وہ بھی سمجھے کہ خالی جام ہے

سننے والے سن رہے ہیں کہنے والا کیوں کہے

نہر کی افشاں شام و سحر کا نام ہے

شکر کے عالم میں بھی کٹر شکر جاتی ہے آہ

پہرے پہرے پہر آد شوشہ کا عجب شام ہے

اک جہاں اور تیرت کیا کہوں

اپنی رودادِ محبت کیا کہوں

میرا ہر آنسو ہے میرا رازِ دل !

اب میں ان اشکوں کی نعمت کیا کہوں

۲۲
خود سمجھ لیں گے وہ میرا حالِ دل

اپنا ارماں اپنی حسرت کیا کہوں

آگے وہ رخ سے سرکاتے نقاب

ہو گئی طرفِ قیامت کیا کہوں

دیدِ جاناں یادِ جاناں منکرِ دوست

ہے ہر عالمِ عیاں کیا کہوں

بہر وہی ہی رہ رہتی اور کچھ نہیں

منزلِ جاناں کی حالت کیا کہوں

جام گے بدلے بڑائی سے نظر

آج ساتھی کی عنایت کیا کہوں

وہ مجھے خوشیاں عطا کرتے ہیں کیوں

مجھ کو ہے غم کی ترورت کیا کہوں

بجستہ ہیں بہر وہ خواہ این دل
میں ہوں پابند مروت کیا کہوں

وہ یاد زلفت و یادِ رخِ مستنہ گر کہاں

اب تو میرے نصیب میں شام و سحر کہاں

اب وہ غلش وہ درودہ فوقِ نظر کہاں

ظاہر میں کچھ کمی نہیں مجھ میں مگر کہاں

اک آہ میں چھپا ہے جہانِ صدا اضطراب

رودادِ مختصر بھی میری مختصر کہاں

اشد سے رہرزمی مجھے یہ بھی شب نہیں

نزل کہاں ہے راو کہوں راہِ کہیں

یہ بستانہ نواز مت یا ہوں حرمِ بدست

لایا ہے کس جگہ سے فریبِ نظر کہاں

میں جو شامِ بھر و فائے سر نہ مانگ

تسکینِ دردِ دل ہے مرادِ سحر کہاں

راہِ طلب میں مجھ کو بس اتنا خیال ہے

رہبر بنے گی رہبری راہِ سحر کہاں

جب سے گئے ہوا کے بھار یہ حال ہے

کھوٹے ہوئے سے ہیں ہیں اپنی خبر کہاں

تم نے نگاہِ لطف کو زحمت تو دی مگر

قیمت میرے سکون کی اتنی ہی نظر کہاں

مردان کو دیکھ رہی ہے نگاہ عشق
کے حرمِ دوست سے نکل کر

یاد آئی جانا ہے بہتر و
وہی تیرا ہوا رہا ہوں میں

غریبوں میں مسکرا رہی ہیں
بچکیوں کوئی نہیں میرا
میں سے مجھ کو انہیں فکری میر
کراہوں نہ شہین کی
اشک ٹپک رہی ہیں نہیں پتہ
استدانت میری سستی شوق
اشک بستہ ہیں چو نہیں کہتا
ہو بلاتیں تھیں شام وقت میں

اپنا غم دک رہا ہوں میں
پھر کس یاد رہا ہوں میں
جس کو پنا بنا رہا ہوں میں
بچیوں کو بل رہا ہوں میں
ویرے مسکرا رہا ہوں میں
بے پئے ڈنگ رہا ہوں میں
یوں نہ نہ سنا رہا ہوں میں
وہی شمعیں بجھا رہا ہوں میں

وہی صبح جس میں مجھ کو تیری کچھ خبر نہ آئے
میرے دور زندگی میں کبھی وہ سحر نہ آئے
وہی چشم جستجو کی یہ عجیب آرزو ہے
کہ کبھی وہ سامنے ہو کبھی وہ نظر نہ آئے
مجھے غم نہیں خوشی ہے یہی درد زندگی ہو
میر کی چاروں ساریوں کو کوئی چارہ نہ آئے
میرے غم کی کیا دوا ہو مجھے کس طرح شفا
میرا ذوق دید کیا جو تو ہی نظر نہ آئے

تیرے میکدے کا ہم نے یہ عجیب طور دیکھا

کہ جو آئے بے خبر ہو، کوئی باخبر نہ آئے

میری پڑ حجاب نظر و ذرا اتنا دھیان رکھنا

کہ وہ سامنے بھی آئے تو ہمیں نظر نہ آئے

نہیں لطف بندگی کا نہیں کیفیت زندگی کا

جو جہیں گئے پاس کھینچ کر تر استغاب نہ آئے

وہ حرم کہ بست کردہ ہو، وہ چمن کہ میکدہ ہو

وہاں جا کے ہم کریں جہاں تو نظر نہ آئے

میرا حال کب زبوں ہو، یہ تڑپ نہیں سکوں ہو

مجھے چین یا ابھی کبھی شہر بھر نہ آئے

نہیں

تھی یگانہ وہ نظر بیگانہ بنکر رہ گئی

زندگی افسانہ درافسانہ بنکر رہ گئی

قہقہوں سے کب میرا ٹوٹا ہوا دل جڑ سکا

بے بسی پھر زینت کا شانہ بنکر رہ گئی

عام ہوتا کس طرح راز نہاں میکدہ

تشنگی رہن حدیثانہ بنکر رہ گئی

اے ہجوم نامراد می اے وہ فور بخود می

مستی دل آتش ویرانہ بنکر رہ گئی

دل میں تو نے کی تو اپنی ہو وہ فرمائی مگر

یہ تجلی بھی چراغ حسانہ بنکر رہ گئی

اب تیری آنکھوں میں بھی آنسو نظر آنے لگو

تیری دنیا بھی میرا غم خانہ بنکر رہ گئی

یا اپنی راز آیت سے بے خبر ہے

شع نفس آج کیوں پر وہ نہ بنکر رہ گئی

کیا مزہ دینے لگا اسکو جو دستاں در

کیوں جہنم وقت بیت بتخانہ بنکر رہ گئی

شوق کی کشمکش بہت زار ایسی چیز ہے

زندگی ٹوٹا ہوا پیا نہ بنکر رہ گئی

فغان میری شاید سب کوئی اور

تیرے لئے ہیں جو تیرے لئے

میر میری نہال سنت اللہ اکبر

تیرے لئے ہیں جو تیرے لئے

میر میری شمع غم چوں پڑ رہی

تیرے لئے ہیں جو تیرے لئے

میر میری پتھر کی دکان دیکھتا ہے

تیرے لئے ہیں جو تیرے لئے

میر حال مجھ کو نہ پوچھو نہ پوچھو

تیرے لئے ہیں جو تیرے لئے

اسی در کا ار مال ہی بہتر اور مجھ کو

ہیں قربان جعفر در سے لے کے

میر میری یہ غارت گری سب کو لایا

پس یہ کہ نہ زوار امن و امان کوں آیا

جس کی آنکھیں نہیں دیکھ جاسکتی کہ تم

اپنی نظروں میں لے کر اس کوں آیا

میر میری زندگی کو تاشا بنالے کے

پلا دے پلا دے بکائیں ملا کے

کبھی انکو کھو کے کبھی انکو پائے کے

مجھے کس نے دیکھا ہی نہیں سکر کے

تجھے میکدے کی قسم میری ساقی

زبانے نیرنگ بھی ہم سے دیکھے

جس کی بیباک نگاہی میں جہاں کا اجوم

عشق ہے آج بحیرت ننگراں کون آیا

صبح کے رنگ پر چھائی ہو غافلت شب کی

زلف مشیں کو بہ رخ قرض کمان کون آیا

بے سُنے کون بتا عین متناہے دلی

بے کہے حاصل الفاظ و بیان کون آیا

میں بھی حیرت میں ہوں حیرتیں ہو دنیا بھی ہری

آج شکر دل مضطر کی فغاں کون آیا

پہم مشتاق ہو دل ست ہو بیتا پیکار روح

بہ خدایت کے مراد دل و جاں کون آیا

بخود شوق ہوں بہر ادب و محبت کیا بہ جذبہ لیسری بیتا پیکار کون آیا

اُن کے نازک دلو بھی احساس ارمان چلا

رفتہ رفتہ ان کا عالم بھی پریشاں ہو چلا

ہمکی بہکی سی نظر ہے سہمی سہمی سی نگاہ

سُنتے سنتے حال میرا غم نمایاں ہو چلا

ناز میں آنکھوں سے سہم اشک جاری ہو گئے

موجہ اشک الم بھی موج طوفان ہو چلا

اور آلتو آنکھ سے سہم گرے مستانہ دار

ایک اشک نامراد می نرب مرگاں ہو چلا

فصل گل اے فصل گل باں تیر مر قراں ہو چلا

اب مجھ کو احساس زمان و ریماں ہو چلا

پھر وہی زلفیں اسی چہرے پر آکر چھپا گئیں

پھر وہی عالم مرادین و ایساں ہو چلا

ب سکون پانے لگا دل اضطرابِ شوق سے

جتنی رک قیدی غم، نوں زنداں ہو چلا

اس نگاہ ناز نے بخشتا تھا جو روزِ ازل

رفتمے رفتہ وہ شرارہ مہر تاباں ہو چلا

بائے اسے بجز اپنے دل کا، نہ کیا ہوں

گستاخانِ بدعت یا بیا باں ہو چلا

زیوت کو تو گراہ حیات کیوں نہ رہی

دیکھتے سبست وہ عالم وہ بات کیوں نہ رہی

تڑپا ہوں خروں غم کو سائے میں

وہ چمکناں حیاتِ منت کیوں نہ رہی

وہ راتوں کو محبت کی رات کہتے ہیں

ہرے جہاں میں وہی ایک تکیوں کی

دل خراب کو ایسے میں نے لوث سب

وہ حسرتِ کرم و قہر کیوں نہ رہی

شروعِ عشق و محبت کا دور اسے تو بہ

وہی جہانِ اوس کی کائنات کیوں نہ رہی

بتا بتا میری کشتی کے ناخدا یہ بت

سکون کی لہر پس و قہر کیوں نہ رہی

ہزار پاند بھٹی تاروں پر دستے بھٹی

مگر میں سوچ رہا ہوں کہ رات کیوں نہ رہی

یہ غم برباب کہ غمِ عشق دل کو دور ہوا

سحر کے بھیس میں شامِ نجات کی روشنی رہی
 بڑھانہ دامنِ رنگین دوست اور بہزاد
 بزرخیت ان اشکوں کی بات کیوں نہ رہی

کیا پوچھتے ہو جو دُش ہو سبھی میں تم
 چھوٹوں میں تم ہو غنچوں میں تم ہو بکلی میں تم

ہر سال اک پیام ہو ہر سال اک سلام
 شادیوں کے گئے ہو میری زندگی میں تم

بڑی ہیں آنا محال ہے

بات ہے ہو لکھنؤ کی نہیں تم

چچا، کھانی دینے لگا رہا کتاب

نکے ہو یہ بات کو کیوں چاندنی میں تم
 مجھ کو مٹا سکے چہرے نہ پاؤ گے حشر تک

پیر سے فریاد کو تو نہ بھولا خوشی میں تم
 ساری تجلیاں ہیں تمہاری ہی وہ سب

نہایت ہیں غم و غور میں تم روشنی میں تم
 چہرہ اتر گیا ہے حزن و غم کا

دن گر خوشی جو آئے میری زندگی میں تم
 ہر روز کیوں نہ مست شراب و فار ہے

ساغر میں تم ہوئے ہیں جو تم ہو گئے ہیں غم
 بعدوں میں تم ہو گئے ہیں غم و غم

بہزاد مبتلا کی ہو ہر ہنس کی

مشر کریم جو تم کے سوا کچھ بھی نہیں
زندگی کیسا ہے تیرے غم کے سوا کچھ بھی نہیں

اشک حسرت لب خاموش فغان محروم
پاس میرے میرے عالم کے سوا کچھ بھی نہیں

تو کہاں آئی ہو اسے عجب بہار امید
میری دنیا میں شب ستم کے سوا کچھ بھی نہیں

حقیقت ہو کہ اسی کی حقیقت اے دوست
ایک نشاۃ عالم کے سوا کچھ بھی نہیں

اللہ اللہ یہ ہے کشمکش راز و نیسان
چار سو شعبہ و شعبہ کے سوا کچھ بھی نہیں

خاک بھریگا وہ نگینی عالم کا نکھار

پاس جس کے دل پر غم کے سوا کچھ بھی نہیں

مقصود چشم و نظر است م محبت کی شتم
اس تری کا کل پر غم کے سوا کچھ بھی نہیں

ہوش کہتے ہیں کہ اہل نظر دنیا میں
زندگی بغیر شہیم کے سوا کچھ بھی نہیں

میری دنیا میں نہ تمہیں گے نہ دوائے
ہائے بہرہ و خریں غم کے سوا کچھ بھی نہیں

کوئی بعد غرور و ناز جلوہ نہایت تو کیس

چشم مراد مندرکوں کیس مدد تو کیس

میرے نیاز و شوق کی میرے گداز عشق کی

کچھ نہیں ابتدا تو کیس کچھ نہیں انتہا تو کیا

میرا نام عشق سے بے نیاز نہ ہو

میں نے نہیں کہا تو کیا تو نے نہیں سنا تو کیا

ہاں ٹھنڈا رنگ مست نگہ یاد ہے

بے پے ہم تو مست ہیں اگیا میکدہ تو کیا

میری نگاہ عشق کی تاب نہ لا سکا کوئی

بسے ہجوم بکسی یہ بھی جو ہو گیا تو کیا

رہرو راہ شوق کو راہ روی سے کام ہو

بھول گیا تو کیا بھولا گیا راستہ تو کیا

لڑکنے سے کائنات گم ہر حیات اور مٹا

اپنا ہی جب پتہ نہیں تیر پتہ ملا تو کیا

کفر بھی تم ہر دین بھی تم غرض بھی تم میں بھی تم

تم نے ہی جب بھولا بھول گیا خدا تو کیا

میری مراد کچھ نہیں بھولا ہوں یاد کچھ نہیں

میری مراد قفس کو تم نے بھی سیسا تو کیا

حسن کی ضد سے غموں کو چوڑا کرنا پڑا

اپنے عالم کو بہا رہے خزاں کو نہا پڑا

میکدے میں حشر مہیشاں کرنا پڑا

دل جہاں جھوٹا تھا اک سجدہ وہاں کرنا پڑا

تیری خاطر یہ نگاہ دستاں کرنا پڑا

خار غنچوں کو بہاروں کو خزاں کرنا پڑا

اپنی حد سے بڑھ چلا جب کچھ نیاز بندگی

ایک سجدہ بے قیام آستاں کرنا پڑا

نہ کے اندر رنج و غم کے اصدق جانے
پتے اشکوں کو بھی زریب داستان کرنا پڑا

سب گل و بیل میں کچھ تھوڑی سی چٹک ہو چلی
پتہ پتہ کو چین کے ہم زبان کرنا پڑا

میر کی خاموشی کو سب طرز کا دم آنے لگا
نہ کی شکل میں زبان کو بے زبان کرنا پڑا

شکل نگ میں نیپال آدھی کٹر بار بار
اپنے ہی دامن کو خود کیوں دتیب کرنا پڑا

عشق کا ایسا سے جہاں غم کیوں
بیشمار بچہ کو نہیں کا اس کا کرنا پڑا

پتھر کی آنکھوں میں آنسو آگئے
پتھر فضا پر ابر سے کچھ چھانکے

التم الله ان کا التمس من
جاتے جاتے کچھ مجھے سمجھا گئے

وہ نہ سمجھتے میر کی الفت کی حد تک
اس مر کی دنیا سے دھوکہ کھا گئے

کچھ میر کی آنکھوں میں آنسو روئے
کچھ میر سے دامن پر آنسو آگئے

مہر بھی ان کی جفا سے کم نہیں !
اُسے تو نہیں مجھے ترپا گئے

راہ غم میں ایسے بھی رہ رہیں جو

رہبروں کو راستہ بتلا گئے

زندگی بے کیف ہو کر رہ گئی

ہم محبت کا نتیجہ پا گئے

اُن کے جلووں کے تصدق جائے

پھر نگاہِ شوق کو تڑپا گئے

ہو گئے رگ رگ میں وہ جلوہ کنان

آج ہم بہتر ادا اُن کو پا گئے

کیا پھرت گری اے جذبہ دل ہوتی جاتی ہو

کہ وہ صورت نگاہوں کے مقابل ہوتی جاتی ہو

جیسے جھکنے لگی ہر قدم پر کوئے جانائیں

زہے قسمت کہ پوری حسرت دل ہوتی جاتی ہو

مزرہ دینے لگی ہے شمع پروانہ کی بجے چھنی

یہ دنیا واقف اس را محفل ہوتی جاتی ہے

خدا کے خار کے پو آں یہ موج بحرِ غم

بظاہر موج ہے باطن میں سحر ہوتی جاتی ہے

مجھے آواز دیتی ہیں فضا میں یاسِ حرا کی

محبت اور شکل اور شکل ہوتی جاتی ہے

کبھی نامے کیے پہروں کبھی آئیں کبھی شیون

رسائی اس طرح منزل بمنزل ہوتی جاتی ہو

تصور نے بسایا ہر نیا عالم نئی دنیا

میری تنہائی بھی ہر نگہ محفل ہوتی جاتی ہو

ہمیشہ سے گزاری ہے تڑپ کر زندگی بننے

نہت اس ہی کب تھی جو شکل ہوتی ہے

میری گم گشتگی بہ سزا دیکھ کو اس آئی ہو

کہ میرے واسطے وارفت منزل ہوتی باقی ہو

نغم کو دشمن درد کو تاہم سراں سمجھا تھا میں

ہائے کن اٹھتی بہ رول کو خزاں سمجھا تھا میں

ایک ہی ساغر نے مجھ پر یہ حقیقت کھول دی

وہ بھی میکش تھا جسے پیر معال سمجھا تھا میں

سننے والوں کی تھک کیا تھی نہ سمجھا کر کوئی

خود بڑی مشکل سے اپنی داستاں سمجھا تھا میں

ہائے وہ ٹکڑا میری چشم تنہا کا سراب

دور سے جس کو غبار کا رواں سمجھا تھا میں

بچ کہ بتاتی تو کس غم میں سے تھی بے رنگی

بند سے کو پند سٹک آستان سمجھا تھا میں

کیا بھرتی آشییاں کی زمینیں ہیں و بھیا

بجائیوں کی زمینیں اپنا آشییاں سمجھا تھا میں

حسرتوں کا تھا جہاز وہ آرزوؤں کا مزار

ہائے وہ قطرہ جسے اشک کہاں سمجھا تھا میں

ایک ہی مرکز پر سے ناز و نیاز و محبت شش

اتن سے قہقہے کو اپنی دامن سے لے لیں

ختم ہوتی کس طرح بہزاد میری رہبر ذہنی

یگہز رتھی جسکو منزل کا نشان سمجھا تھا میں

بہت غم نہاں میں میری زندگی تیر

بڑی تلخیار پھر پھر بھیری زندگی میں

کہیں تم کو کہتیں تو تم وہ نہ ہو

جو محروم ہیں ہیں میری زندگی ہیں

انہیں کے تصویریں رہتا ہوں دم

وہ ہر سو عیاں ہیں میری زندگی میں

جو تم بھی مسافر تو مٹنا ہیں یہاں تک

۵۹ محبوبہ یال ہیں میری زندگی ہیں

کے ہوتے یا اس رہنما کے ہوتے اس رہن

نئے دو جہاں ہیں میری زندگی میں

اپنی مجھے پرگوارا نہیں ہے

سُناوہ تہاب میں یہی زندگی ہے

نہیں جن کی تعبیر سب سے زیادہ مشکل

وہ خواب گراں ہیں میری زندگی

بڑے فکر سے بڑے فکر نے تیری یاد سے وہ مراد یا

کہ یہاں ملا کوئی نقش پڑوے ہم نے سر کو جھکا دیا

ترجمہ دست بندہ نواز نے میری ترجمہ سے سوا دیا

گراہ جذب جہاں غائب ہیں یہ کہہ رہا ہوں کہ کیا دیا

۱۰۔ ہر وی کا آل ہے وہی میری گائیک ہے

پہلے وزیر اعلیٰ سے ملا ہی کیا جیسے۔ ہر تلوں نے مٹا دیا

وہ جنہوں نے جو کچھ میں چاہوں رہا، اے قورلہ سے سب سے پہلے کہ

برمی اک رنگ و سلوک نے غم زندگ کو خیر دیا

بترے نیکدے میں ہو آگیا وہ متاع ہوش اڑا گیا

اُسے کھو دیا تجھے پاگیا بہاں جام تو نے پلا دیا
کبھی مجھ سے آنکھ ملا گئے، کبھی مجھ سے آنکھ چرا گئے
کبھی اک نظر میں بنا دیا، کبھی اک نظر میں مٹا دیا

میری جو ہر طرف کو نظر دیکھتی رہی
دنیا مذاق شعبہ گر دیکھتی رہی :

اک سحر دگداز فروزاں بے نور
میری شبِ اہم کو سحر دیکھتی رہی

گم گشتگی میں بھی سہ منزل پہنچ گیا
مڑ مڑ کے مجھ کو راہ گزرو دیکھتی رہی

ساغر کا بس کو ہوش تھامے کس دہان
ساقی کو میکشوں کی نفس سر دیکھتی رہی

وقت وداع دوست میری تھم ناماد
دیکھا نہ جا رہا تھا مگر دیکھتی رہی

اُس دور پہ لے گئی تڑپ سے جدو کی آرزو
جس دور پہ سر کو حسبِ نالہ دیکھتی رہی

ویرانیاں نشانِ تھیں بے بھیاں فدا
پہتر آدب سے بھی میرا گھر دیکھتی رہی

نہ منزل میں تھیں استے سے ہمسفر کی تھیں

کبھی راہزن کبھی راہروں کی راہیں تھیں

جہاں حال میرا بوس ہوا، جہاں قد پڑا کاغذ ہوا

جہاں کاروان سکوں لٹا اسی رنگہ زری تلاش ہو

نہ تو دردِ غم، نہ تو بیخودی، نہ تو جہنم ترانہ تو بے بسی

میرا چارہ گر ہی نہیں کوئی مجھے چارہ گر کی تلاش ہے

یہاں کون صاحب ہوش ہو جو ہوش ہو وہ خموش ہو

تجھے کیوں حقیقت ندگی کسی دیدہ ورم کی تلاش ہے

وہ جو وہ کشت و کشود ہے، وہ جو شانِ رُپ و دود ہے

وہ جو تیرے رخ کی نمود ہے مجھے اس سحر کی تلاش ہے

وہ ہو سو دمنہ پڑنیاں، میرا اور سر پہ جھکے کہاں

ترسنگ و تر آستانِ میری غمگنی تلاش ہے

یہ وہ پتھر ہا ہوں شکر کہ بکھر نہیں ہو سکوں و جستجو

اوی سنگ وری ہے آرزو اسی سنگ کی تلاش ہے

یا سے چھوٹے زمانہ ہو گیا

اب تو ہر عالم فست نہ ہو گیا

ہم سکوں کے نام ہو وقف ہو

ہمیں گدیز نہ مانہ ہو گیا

لفظ اُت لب پر میر کرنا رہا

مب پر مہل کے ترانہ ہو گیا

اب نہیں سنی ہیں کوئی داغِ غمش

گل میرا فوٹو بن خانہ ہو گیا

آفریں اسے شدت درجہ گر

اُن سے ملنے کا بہانہ ہو گیا

کیا اسی کہتے ہیں، عجزِ بیاں

لفظ جو نکلا فست نہ ہو گیا

بڑی بہتراد معراج حیات

ایک بیگانہ لگانہ ہو گیا

نہیں ملنا نہیں ملنا ہیں منزل کبھی اپنی

کہ منزل کی طلب کشتی نہیں ہو رہی اپنی

ہاں ہے قلب کا اضطراب شوق کیوجہ

وہی حالت جو پہلے تھی وہی ہرج بھی اپنی

بہیں کیا تھا اے کوٹا خدائے کشتی غفلت

تجسسی پر حیرت آج تاجو کشتی و وقت اپنی

پیر سے تھے منور کا نہیں رہیں و کیر

وگر نہ چاند لایا آگاہ سے چاند اپنی

نہاں ہے دُور شوق کہ اللہ سے خاتم

کہ ہے ایسے قیام آستان ہر بندگی اپنی

زیب اپنی خبر بکھر نہ بٹل کی خبر بکھر

آہستہ عالم میں عمر بڑھنے لگی ہر زندگی اپنی

تے عمر بڑھنے لگی کی بڑھتا ہے ہر زندگی اپنی

اگر کشتی پہنچے دوست پر ہر بندگی اپنی

ترے غم سے مل رہا آؤ مجھے ہر طرح سہارا

یہی درد زندگی ہے یہی موج ہے کتارا

تجھے کس طرح سو پاؤں پڑی دُور بکھارا

ہر می زندگی اک آنسو تری زندگی ستارا

ہر عشق کا سفینہ ہے عجیب کشتی میں

کبھی چھٹ گیا کتا کبھی مل گیا کتا

مجھے وہ جگہ بتا دو جہاں ہر جگہ سکون میں

مجھے وہ اندر بتاؤ وہ مجھ کے اشارے

تھی لہذا نے کھویا مجھے کہ تیرا بویا

تھی یا وہ نے دلوں میں ترے غم سے پڑا تارا

ابھی تک وہ تیرے ہی تک وہی غم نشانی ہو

ابھی تک تک بات بات وہی غم کا شکار ہو

تو اذ کر دیر یہاں اتر رہی غم دین نیسرا

تو کی یا د میں ادا غم ترا غم و اس بار

انہیں پڑے ہیں پچھن حاصل نہیں ہے

تھی یہیت ہے پہلوئی یہ وہاں نہیں ہے

ہے دشوار تر جس نے شوق کرنا

بچیں کہہ رہی ہے کہ مشک کا نہیں ہو

کر یہ کیا ہو وہی انکاں محبت

سبھی کو پسند حاصل کر دیا نہیں ہے

مجھے دیکھ کر مگر دینا دے

تھی کا تیر کی تھی حاصل نہیں ہے

نشیب و فراز ادا کیا بتاؤں

وہ طوفان نہیں ہے یہ حال نہیں ہے

ابھی تو زائیں گے وہی بن کر ہے

ابھی چند ہر شوق کا حال نہیں ہے

ذرا دیکھ لیں کہ سہ در دست مجھ کو

جو کہتے ہیں بہر آواز سنا نہیں ہے

دوست مآثر آگیا کہ ثبات ہوش میں ہم نہیں

ہو کوئی ملے تو خوشی نہیں ہو کوئی سچے تو اطمینان نہیں

ترہی چشم مست سے کام ہو ترہی چشم مست ہی بام ہر

ہیں ربط کچھ ختم و بادہ سے ترے میکہ کی قسم نہیں

تراذکبے تراہل ہے غم زندگی کا مال ہے

مری داستانِ حیات میں کہیں ذکر و ذکر حرم نہیں

غم بندگی کا معاملہ میری خود سمجھ میں نہ آسکا

میرے در و دل کی نہ پوچھے کبھی کم ہوا و کبھی کم نہیں

تراور ہے حاصل بندگی، تراور ہے مقصد زندگی

کسی اور دے کوئی غرض ترے آستان کی قسم نہیں

میرے لب ہوں کیوں گلہ آشنا میری دلچسپی اٹھو درسا

کہ ترہی نہ تو ہو غم نہیں کہ ترہی نہ تو ہو غم نہیں

میں بیک رہا ہوں جو راہ میں نہیں ان بازوؤں

میری نہ ہر وی کو بھی غم نہیں میرے نہ ہر وی کو بھی غم نہیں

بھرا قدر نگاہ ناز جانوں کون سمجھے گا

اسی کو باعث تسکین ایمان کون سمجھے گا

بہت سے ہیں یہاں پر خون حسرت دیکھنے والے

میرے دیکو چراغ راہ عرفاں کون سمجھے گا

یہی دو چار ہیں جن کو محبت نوازا ہے

جفا دے دوست کو دنیا میں احساں کون سمجھے گا

یہاں خواب سب کے دیکھنے والے ہی بستے ہیں

جہاں میں معنی خواب پریشاں کون سمجھے گا

بہارے تو سے است جوں کہ غنچہ

کثیر پڑنے ہی پڑنے کو دیکھ کر

بڑھنے لگ کر چہرہ نکلتا ہے

تھپکے کہ اس قدر کہ تو کو کون سمجھ

بجز ساقی کے بہرہ و اوقاف ہر گز

میرے شکوں کو بھی سستی کا غنوں کوں سمجھ

اب اور کیا طلب کریں اپنی زبان سے ہم

سب کچھ تو پچھتے ہیں ترے آستان سے ہم

گھر کے کتب خانہ انتظام کرنے !

اب تک نہ کہہ سکے تھے جو اپنی زبان سے ہم

بے دل سے بے خیال ہم بے اعتبار سے

کیسے کہنے سے بہار و غنوں سے ہم

ان زعمشیں کہ ہر شوق سے

بہار ہر وقت وہ ہیں تو کچھ باکس

عشق پر چہرہ میں بہنے لگے دل

ہاؤں ہو چکے ہیں غم آشیاں سے ہم

روز اور رات میں جو ہے ذکر بخود می

یہ وہ جاہ ہے بھول گئے ہیں جہاں ہم

بہتر از فوق و شوق کے قربان جانے

لے چکے ہونے ہیں درمن پر مغال سے ہم

ان بنگاہوں کو دھڑکنے لگا دو
کچھ پیام نازہ تر آنے لگا دو

لوگ آئیں گے تو چپ لگ جائیگی
کہ نہ پاؤں گا مگر آنے لگا دو

اے میری آہو! لبوں تک ہی ہو

آ رہا ہے بے خبر آنے لگا دو

ڈیڈ پاتے کیوں ہو چشم شوق میں

آنسوؤں وہ رخ نظر آنے لگا دو

دمیدم سجدے کرونگا کیف میں

رہبر وہ سنگ در آنے لگا دو

سو دچلے آئیں گے دل تھامے ہوئے

آہ میں رنگ اثر آنے لگا دو

دیکھنا بہت سزا دے پھر لطف و کرم

یار کے قدموں پہ سر آنے لگا دو

پھر کئے دے رہا ہے گر پھر کتاؤں کی طرح

سچے رہا ہے جس نے دل سے پتہ نہ لگا سکا

در کے قباب پڑا رہا ہے کا عجیب عالم ہوا رہا ہے

یہ کتنے افسانے سنائے ہیں کہ بہت سے بہت

بہت کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں

سنا ہے کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں کہیں

ترسی برقی بجلی کی گرم باری نہیں جاتی

کہ اب بھی ہوش اڑتے ہیں اب بھی سو رہتا ہوں

میں پہرے دیکھتا ہوں انکو اور اس قلب منکر

وہ جب اٹھتے ہیں رات بھی کروت پرتا

کسی عالم کسی عنوان نہیں شکنیں دل

کسی صورت کسی انداز کب یہ دل پہنچتا ہے

شاہزاد اب سوئی چڑھی ہے بزمِ جاناں کی

نواب شہیں ہی رہتی ہیں نہ اب پرواز جلتا ہوں

جس راز کو دنیا جانتی ہے دنیا سے چھپا رہتا ہوں

وہ ہوتے ہیں ہر سو عہد کا میں آٹھ بپا رہتا ہوں

تم مجھ سے نہ پوچھو حال ہر امیں اشک بہا رہتا ہوں

جو آگ نہیں بجھ سکتی ہو وہ آگ بجھاتا رہتا ہوں

حال انکا مجھے معلوم نہیں کچھ اور میرے مہم جوں نہیں

اکثر یہ نظر سے گذرا ہو نظر دل میں سما رہتا ہوں

اس ذوقِ تجسس کے قرباں عالم کس جادے رہا ہوں

ہر کام یہ اپنے رہبر کو آگ رہا رہتا ہوں

یہ داند و نیاز مینا نہ کیسے سمجھے گا کوئی دلیہ

وہ مجھ کو پلاتے رہتے ہیں میں انکو پڑتا رہتا ہوں

وہ ہنستے ہیں میں روتا ہوں ہر عشق میں یکساں عالم

وہ آگ لگاتے رہتے ہیں میں آگ بجھاتا رہتا ہوں

افت کی کہانی دنیا میں بہتر اد کوئی سنتا ہی نہیں

خود اپنے ہی دل کو اپنا ہی افسانہ سناتا رہتا ہوں

اگر ہم پائے ساقی پر نہ کرتے بحدہ مستی

تو یہ مستی ہماری حاصل جام و صبر ہوتی

اگر میں کام لے لیتا ذرا زور و تقو سے

تو وہ صورت و جلوہ و دستبندی رہبر و ہوتی

کسی کی چشم نازک گر اشارہ خود نہ فرماتی

تو کیوں بہتر اد مضطر کو حجاب آرزو ہوتی

میرے چمن میں غلوں کی بس کیوں رہی

عجب شے تھی شب انتظار کیوں نہ رہی

جھکی جھکی نظر آتی ہے چشم جلوہ طلب

نظر کو حسرت دیدار کیوں نہ رہی

حرم میں دیریں کیوں بے حقیقت چار سو ہوتی

چو ال قدح پر چھک جاتی ہیں تو آبرو ہوتی

ادب و آشنائیکہ یہ زبان آرزو ہوتی

نہ عمر بیکاری باتیں گفتگو ہی گفتگو ہوتی

اگر اسکی خبر نہ دے تب تک ہم بے ماس نہیں

تو ہم کیوں جہیز لڑتے تار کی جستجو ہوتی

منہایت اسے منہایت یہ منہایت آنی ہو نہ نہ

نہ دل ہوتا نہ غم ہوتا نہ ہم ہوتے نہ تو ہوتی

ہیں ماند ماند سے تارے بھی اور درے بھی

وہ دلفریبی لیل و نہال کیوں نہ رہی

ابو کا نام بھی اشکوں میں اب نہیں باقی

وہ دل کشی دل داغدار کیوں نہ رہی

نہ لب پہ لعل مستانہ ہے نہ نالہ شوق

وہ مستی دل زخماں دار کیوں نہ رہی

کہاں گیسو زرق پور و شوق غائب

وہ بندی درویشی یار کیوں نہ رہی

سکون فلسفہ تو نہیں آدھو چتا ہوں میں

وہ تجھ پر رشتہ پروردگار کیوں نہ رہی

مجھے یہ بتاؤ کہاں تم نہیں ہو

وہاں کچھ نہیں ہے جہاں تم نہیں ہو

تباہی پر اپنی تھک راگھ کس

زمین تم نہیں آسمان تم نہیں ہو

تھیں کہنے کے پر وہ نشتر کی بجائے

عیاں ہی عیاں ہو نہاں تم نہیں ہو

محبت کے قہقہے ہیں ہنس نکل رہے

پریشان و بیم و گناہ تم نہیں ہو

شکوہ یہ مقدر کا سارا کرم ہے

میرے حال پر مہرباں تم نہیں ہو

نگاہ بصیرت سے یہ رمز پوچھو
کہاں میں نہیں ہوں کہاں تم نہیں ہو

ہے بہزاد ہی کے مقدر میں رونا
اور وہ لوحِ خواں لوحِ خواں تم نہیں آؤ

آشنا بکھر کوئی نا آشنا ہونے لگا

ان طرح پورا مست رہا کھنکھ ہونے لگا
میرنی سنی سنے آت و می کیوں بسا دیکھو

اے میرے ساتی یہ سچانے میں کیا ہونے لگا

ایک وہ جلوہ جو نظروں میں بسا اور رو گیا

ایک وہ جلوہ جو نظروں سے جدا ہونے لگا

بڑھتے بڑھتے اتان یا رنگ پنہاں ہیں

گھٹتے گھٹتے پھر ہجومِ فتنہ پڑھتے لگا

ایک وہ دن تھا کہ پنہاں تھا ہواں ستاروں

ایک یہ دن ہے کہ نظروں سے گم ہونے لگا

آخرش رہتا کہاں تک شہرِ عشق کا فریب

سب کاتارا حقیقت آشنا ہونے لگا

پھر نگاہِ نازکے پہزاد اٹھی میرنی حرف

پھر نگاہِ شوق کو کچھ حوصلہ نہیں لگا

میری زباںِ خموش ہے نغمہ غم سنائے کون

سارا جہاں ہی منتظرِ جد ہیں اسکولائے کون

جسکو ہر خیال ہو دیکھ لے شیخ بزم کو

کہتے تھے قندہ ہی کیا یاد دہانی بتائے کون

اب وہ کہاں ہے ناز حسن ایسا کہاں نہایت

کون بہانے اشک غم دیکھ کے سکرانے کون

عشق کو آزار پہلے صاحب عقل و ہوش دل

حسن عجیب چہرہ ہے حسن کو آزار سے کون

سن کے میری تباہیاں شہسوار کسے کی

کس نے بھری اک آہ غم کس نے کہا کہ ہاں کون

دُور نیاز و ناز ہے عالم سوز و ساز ہے

بھرو تو خود تباہی آج اپنی نظر اٹھائے کون

کون مراد مند ہے، آج ہوا بھی بند ہے

کون چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ چہ کون

بڑے تلال سے وہ یاد و رسم کیوں نہ رہی

لیون آدہ وہ پہلی سی آہ کیوں نہ رہی ؟

بڑے ستم سے بڑا ستمن تیرے قلب حزیں

وہ لذتِ کرم گاہ گاہ کیوں نہ رہی

جسے بھی دیکھنے اک زیر لب تبسم ہے

ہرے غموں کی یہ دنیا گواہ کیوں نہ رہی

یہ کس نے آکے الٹ دی بسا بڑا درد و افسوس

یہ زندگی میری آخر تباہ کیوں نہ رہی

ہو نہشت بود و است بر این شب

یہ زندگی بھی بہ نام گناہ کیوں رہی

ہزار بار تو آئے تھے وجد میں کو نہیں

جو جان نغمہ تھی لب پر وہ آہ کیوں نہ رہی

یہ کیا نورِ مسرت چمک اٹھا بہزاد

غضب ہوا تیری دنیا تباہ کیوں رہی

ہیباک نگاہی یہ کرتے غیبت کو گوارا ہونہ سکا

جلوے تو کسی کے ہر سو تھوڑا ہم سہی نظر اہونہ سکا

جیسے کبھی تو ہم کو پوچھتے جیسے کا سہارا ہونہ سکا

چھپ چھپ کے بھی اسے مل لینا تم کو گوارا ہونہ سکا

جو شہسبہ تھی وقت میں کوثرین بہ بدر کی جوتے

اک شاکہ تھی شبنم بن نہ سکا کٹک تھی تار ہونہ سکا

جہاں ہوں کہ یہ بات ہوئی سس کوئی اگر شستی

مچھلیاں بھی بہاری ہو نہ سکیں صوفیاں بھی بہارا ہونہ سکا

تقدیر نے بخشا تھا وہ غم جس سے ہوا غارت خود کا بھرم

آنکھوں کو گرے وہ شاکہ کہ جب خند کا یہ راہ ہونہ سکا

یہ آج نسا خاموش ہو کیوں ہر ذرہ کو آخر ہوش ہو کیوں

یا تم ہی کسی کے ٹھوسے یا کوئی تہہ راہ ہونہ سکا

بہراؤ حزیں ہو سجدہ کناں مجبور و فانی قلب تپاں

دنیا کو کنارا کر تو یہاں اس درے کنارا کرنے سکا

چارہ سازوں کو غم نہ کم ہوگا
آپ آجائیں تو کرم ہوگا

تو ستم کر تیرے ستم کے نشان
ضبط کا جو سلسلہ نہ کم ہوگا

میں نے پہروں دہنیں مانگی ہیں
دردوں کا کبھی نہ کم ہوگا

تیرے در تیرے آنتاں کے سوا
اور یہ سہرا ہیں نہ ختم ہوگا

میری رسوائیوں کا خوف نہ کر
نام تیرا تیری قسم ہوگا

ہم بنے ہیں وفا میں کرتے کو
تو ستم کر تیرا کرم ہوگا

ہوگا بہتر اور میرے شہر میں کیا
بس ہوا، جس سے غم ہوگا

تیری نظر میں محبت کا ہر طوفان ساقی

تجھ پہ سدقے میری دنیا میرا کیا ساقی
پہلے بہ پہلے جام جو کرتا ہے عطا رندوں کو

لطف پہ لطف ہر احساں پہ ہر احساں ساقی
تجھ کو کیا دیکھ کیا صبح ستھلی دیکھی!

دل کے عالم کا ہے اللہ تجھیں ساقی

اب تو یہ حال ہر اک سادہ ورق ہو جیسے

کوئی حسرت پر نہ خواہش ہر نہ ارماں ساقی

جام اٹھتا ہوں تو مے متی بے ہر زب مجھے

اپنے عالم نے کیا ہے مجھے حیراں ساقی

اور رندوں کو عطا کرے دھبہا و سب

مجھ کو کافی ہے تیرا گوشت و اماں ساقی

اسطرح بھی تو کبھی ہو تیری کا فر نظری

آج بہر آؤ کو بھی کر دے مسکن ساقی

نہ

مجھ کو تری تلاش تھی اپنا مگر نشاں

دشت کو بار بار اٹھا میں ماہ میں گلستاں

مست ہر دور بندگی جھوم رہی زندگی

اک تراوریہ کیا ملا کعبہ و وجہاں ملا

راہ طلب میں کھو گیا میں تو یہ جاں و بیکھر

تو ہی تھا میرا رواں جو کوئی کارواں ملا

تجھ کو بھی پالیا تو کیا، درد بھی جالیا تو کیا

کہتے ہیں سب جسے سکوں مجھ کو مگر کہاں ملا

ہاں کفر ہو کے بھی بچ نہ سکی جبین شوق

پھر وہی سنگ در ملا پھر وہی آستیاں ملا

خوب ہوا انتظام شوق ایک نہیں مقام شوق

راز سے بچر ملا جو کوئی راز واں ملا !

راہروں سدا رہے کہ کوہِ نور و شوق ہیں

بچے تھے جو کہ ہرگز نہ کس و کس کی ہر دہانہ

میں آگن ہیں آج بھی تیس، آگن ہے

خدا کی روش کو نہ تو ہر گن چمن ہے

بہ ہر تیر تری و تیر کی چمن ہے

یہ آگن آگن ہے یہی شام آگن ہے

نہ در نہ گاہ ہے یہ پر آشوب آگن ہے

یہ آگن آگن ہے میرے غم کا آگن ہے

یہ آگن آگن ہے میرے دل پر آگن ہے

کچھ ستر ف جہنم کچھ ستر ف جہنم ہے

اس کو دینا طلب نہ کیا غرض کسی سے

تراقیہ و محبت تیری یاد میں آگن ہے

یہی داغ دل ہمارا بھی شش گواہ

یہی رنگ ہے جو ہے تیری چھوٹی بے چین

میرے شکر سننے والے ذرا یہ خیال رکھ

کہ خیال ہیں یہاں سے کہ تیرے غم آگن

میکھ سکتے ہیں مجھ تک آخر و وجہ آگن

یہ آگن آگن ہے میرے کام آگن ہے

جذیبہ آگن شوق تجھ کو کیا کہوں؟

میرے لب پر ہے ارادہ ان کا نام آگن ہے

آستانِ یار کے قرباں مراد و بر حیات

جس جگہ کھوٹا ہے مجھ کو وہ مقام آہی گیا

اک ہرے آتے ہی میخانے میں ساقتی کہہ اٹھا

بے نیاز ساغر و مینا و جام آہی گیا

خشک دامانی کا شکوہ کر رہی تھی زندگی

ایک تارا ٹوٹ کر بلا سے بام آہی گیا

اک تصور کی بدولت اس طرح ہوں مطمئن

جیسے میرے پاس وہ محشر خرام آہی گیا

اب تو اسے بہرِ آد خود ان کے پیام آنے لگو

میرا جذبِ شوق آخر میرے کام آہی گیا

لو مبارک وقتِ شام آنے لگا

دل کو کیفِ ناتمام آنے لگا

تو بہ جب سے میں نے کر لی میکش

خود میری جانب کو جام آنے لگا

اُنکے لب پر یہ حقیقت ہے کہ خواب

میرا قنصلہ یہ رانا مہر آنے لگا

آنکھوں آنکھوں میں ہوئی کل و است

نظروں نظروں میں پیام آنے لگا

پھر اٹھا ابر سیہ ستارہ وار

پھر کوئی بادہ بہ جام آنے لگا

کس سے امیر و فاکھوں بھلا

بے بسی ہیں کون کام آنے لگا

اب چو بہر او پھر موسیٰ وطن

خدا میں لکھ لکھ کر سلام آنے لگا

دیر یہ دیر کو جو جد و کناں گذر گیا

عشق بعد نیا ز شوق پا کے اماں گذر گیا

جنتش چشمہ ناز دوست رگنی طرفہ انقلاب

فصل بہار آگئی دور خزاں گذر گیا

جام رہا یونہی دھرا ہوش ہی مجھ کو کب رہا

مو کے چو میرے پاس سے پیر مٹاں گذر گیا

نخل سوز و سازتہ مدد فاطمہ راستے

دین تیرا نہ بے سر کا وقت گزرا گذر گیا

اپنے جہان ناز میں تو اتنے کم شوق رہا

پھر اس کے کون پاسے کا منت جہاں گذر گیا

اب ہو کہاں وہ بے حجاب پھر پیکر نقاب

کون پڑھے نہ ز عشق و شوق و شوق و شوق گذر گیا

ڈال کے بچہ پر رک نگاہ کچھ کے عشق میں تباہ

اس کے تھار بجائے نئے کناں گذر گیا

بے خبر کہ میرے عام کی خبر ہو تو گئی

نکاحیت شام الم طویل کے سحر ہو تو گئی

۶۶
سُن رہا ہوں کہ وہ آتے ہیں کچھ محلے

آتشِ سدرہٴ تاثیر و اثر ہو تو گئی

دل کا یہ حال ہے جیسے کہ اُسے ہوش نہیں

اس صرٹِ بیک کی دزدیدہ نظر ہو تو گئی

ایک طرفاں ہو کہ اُمڈا سا چلا آتا ہے

غم کی تکمیل میرے دیدہ تر ہو تو گئی

اس کا کیوں رنج کریں غم میں کٹی عمر اپنی

دل نے جس حال میں چاہا تھا بسر ہو تو گئی

ب تو صرٹ ہو نہ ارماں ہو نہ امید نہ پائی

ہستیِ قلبِ حزیں زیرِ روزِ بد ہو تو گئی

بے بلائے چلے آئے وہ مری بالین

دیکھ پہرہِ مری شامِ سحر ہو تو گئی

اس کا بندہ ہوں جسے قبہ نما کہتے ہیں :

جس کو الفاظِ محبت میں خدا کہتے ہیں

جس کے ہر رنگ میں اندازِ سیما ہے

جس کے ہر طرز کو عالم کی دوا کہتے ہیں

ہر نظر جس کی مداوائے غم و درد و اطم

جس کی ہر بات کو اعجازِ نما کہتے ہیں

جس کے میخانے کا ہر جامِ بے مستی پر لب

وہ وہ ساقی ہے جسے ہوش بکاتے ہیں

جسکے قدم پر تپتے ہیں میرا سر میری جبین

جسکے در کو در تکمیل دفت سب سے تیر

جس کی ہر بات حقیقت بر حقیقت کی قسم

جس کے ہر تیر کو آہستہ آہستہ تیر

راز کی بات بتا دوں کہ بڑا راز ہے یہ

اسکو بہت نزد عزیز دوسرا کہتے ہیں

دن و شب راز جس کے وقت تھا آیا

بیقرار کی کا پھر لڑا مرنے

جب کی سنے کوئی سوال کی

لب پہ گھبرا کے اُن کا نام آیا

یہ سب سب شہر شہر تپتے ہیں میرا سر میری جبین

سب کو ساقی نے کر دیا سیراب

لب پہ مجھ تک نہ کوئی بس مرنے

دل کی بستی تباہ ہو کے رہی

عشق کا نام میرے سر کا م آیا

مٹ گئی بنیتراری شبِ غم

صبح بن کر کسی کا نام آیا

منظر درد مند غما بہرِ آد

درمِ شربتِ شاد کا م آیا

دور و سیس کو جانوئے موری سدھ نہ آئی

تو ہے موری سدھ نہ آئی

ساوَن اُتر اُتھا دوں یا ، چھائیں مست گھٹائیں

تھی تھی بُتہ پارسیں ، سکیں نرم ہوائیں

پتہ پتہ مست ہوا اور کلی کلی اترائی

تو ہے موری سدھ نہ آئی

جب جب بھی آئے ہیں ساجن ، روشن روشن راتیں

چاند سے میں نے نین ملا کر ، کہیں من کی باتیں

چاند کے مکھ پر میرا عالم سُکر نہ رہی چھپائی

تو ہے موری سدھ نہ آئی

گیت

زور دیس میں کون ہے ایسا جس سے تیرا لاکا
نیرے بھاگ تو سونے لاگے ۔ اس کا مستدر بھاگ

پریت کا ناتہ توڑنے والے کا بن کی پترانی

تو ہے موری سدھ نہ آئی

وہ بھی نہ سمجھے اسے کہ بیا مورا جائے کل نہیں پائے

موری ماتھے کی بندیا گئی

موری راتوں کی بندیا گئی

چہون نہ ہو بے سہائے

کہ جیسا مورا جائے، کل نہیں پائے

موری نینن ماں مچلیں آسنو

مورے چہن نہیں کسی پہلو

اوسے چہن نہیں مچھے آئے

کہ جیسا مورا جائے، کل نہیں پائے

موری نینوں نے نیر ہایا

پران کی سمجھ نہیں آیا

کون جا کر انہیں سمجھائے

کہ جیسا مورا جائے، کل نہیں پائے

میں کا کروں کیسے پیا کو اپنا دل

وہ نہیں سمجھیں ، وہ نہیں جانیں

وہ نہیں دیکھیں ، وہ نہیں مانیں

کیسے انہیں سمجھاؤں ، میں کا کروں

ان پر میں سنے تن من وارا

اُن پر اپنا بیون وارا

اور ہے کا چو لٹاؤں

میں کا کر زں کیسے پیا کو اپناؤں

اُن بنا ہیں سوتی برساتیں

دُکھ دیتی ہیں چاندنی راتیں

اچھا ہے مر جاناؤں

میں کا کر زں کیسے پیا کو اپناؤں

تم بن ہوں بچپن

اُسے سجنا

تم بن ہوں بچپن

گاتے ہیں جب پنکھ پھیرو

کوکتی ہے جب کوئل کو کو

سوتے ہیں ٹھیکے میں

اُسے سجنا

تم بن ہوں بچپن

چاند تارے پکے لگا کی

اُسے ہو اسکے جھوٹے لگا کی

سوتی ہے ہر رین

اُسے سجنا

تم بن ہوں بچپن

کون نہیں دیکھ سکتے وار

کون نہیں دیکھ سکتے وار

کس کو سنو فر دین

اسے سمجھو

قرین بوب دیکھین

کون نہ سمجھ کون نہ جان

رست کو میں نے شکر سنا

نگار نہ دیکھ سکتی ہات

بہت سے مہر ج فسانہ

کون نہ سمجھ کون نہ جان

تھا میرا بھی عالم پریشاں

چاک تھا دہن چاک گیمباں

کر تا تھا وحشت کا بہانا

کون نہ سمجھ کون نہ جان

آگ لگی تھی میرے من میں

ایک خار تھا جیون میں

خود کو میں نے بہانا

کون نہ سمجھ کون نہ جان

کس سے بھولیا مجھے، کون بھولکا مجھے
گم ہوں کن کی یاد میں اپنا نہیں پہچانتے

کیوں ہیں یہ آہ و زاریاں کیوں ہیں بے قراریاں
شام ہی نہیں صبح تھی نہج کو یہ کھدائی مجھے

مہیروں سے چل سکا کام : راہِ عشق میں
جب کوئی زہن نہ لگے راستہ مجھے

گھر کو خدا کے چھوڑ کر دیر کی سمت ہوں میں
اسے بدھ کر لپیٹا دل کا مسالہ مجھے

عشق کا چوٹاں ہے، وہ بھی عجیب حال ہے
یعنی خوشی کی روپ میں غم ہی نظر پڑا مجھے

تیرے قدم سے دوڑتھی میری جبین آرزو
تیری نگاہ نازنے دید یا جو سدا مجھے

حال جو : گیارہ جواں سے لگا جو نہ جواں
وہ سے جہاں عشق کے ویسے لگا مجھے

— (منقذ) —

پہلو میں کچھ نہیں دل ناکام کیا بھولا

کیا جانے میرے غیب کا اٹھا م کیا بھولا

کیوں مٹا سا ہو چاند ستارے کے پیچھے آں

میں بدھیب تھا تجھے لے کر آیا ہوا

دل میں نہیں ہوا غم تھا کچھ نشان

ساقی نے جو دیا تھا وہ انعام کیا ہوا

۲۱۰
بے خبر نہ تھا کہ عشق کا بحر خوش نصیب

انعام مل رہا ہی یہ الزام کیا ہوا

میں گویا تو شب کی لطافت بھی کھوئی

میرے خدیہ آج سرشام کیا ہوا

بے خبر ہیں درخیز کلفت نصیبیں

وہ سلسلہ وہ نامہ و پیمان کیا ہوا

بہتر دوزخ عشق کے نثر بن جائے

مشہور ہو گیا ہوں میں بدنام کیا ہوا

— (: :) —

اسکا ہی ذکر ہر دم اسکی ہی سنت گو ہے

گو جو کے رنگیاں جو یہ لطف جستجو ہے

اُس جا پہ کام کیا ہے آلام زندگی کا

بہتر چاہیں یہاں نہ رہتا تو ہی تو ہے

ان بلبلوں کو دیکھو، ان کا فریب دیکھو

پھولوں کا ہی بہشاکا نٹوں کی آرزو ہے

اُس کی خبر خبر ہے اسکا جگر جگر ہے

اسکی نظر نظر ہے جس کی نظر میں تو ہے

ہر جے نیا بستی نہ کہ طرف میر

سے بچو دی تو آج ساقی کی آرزو ہے

میر ہی نہایت کا اڑتے ہیں بے زار

اک سجدہ قبری جنب ہر سجدہ قبلہ رہے

بہتر احوال میر کیا رہند چاہتے ہیں

میں تو ہوں اس کا میکش جسکی نظر مجھ سے

رہا گو میری باں تک ہر اغم بھرا فسانہ
مگر اسکو کیا کرور ہیں کہ سنا کیا زمانہ

میرا کہ نہ محبت ہے تیرا ہی آستانہ
تیری رہ گزرتی میں گم ہے ہر جذبِ عارفانہ

میرے ذوق کی کبالی ہر مرقعِ شوق کا فسانہ
یہ درودِ نصیحا ہی پینا نہ پینا گمانہ

نہ تو لب پہ کوئی لونہ نہ نہ باں پہ ہر ترانہ
میرا عالم محبت نہ سمجھو سکا زمانہ

یہ صدائے بے صدائی یہ بان بے بانی
کہیں نہ گئی خموشی کہیں گئی فسانہ

یہ فضا ہے آج کیسی کہ ہے چار سو ادا سی
یہ بدل گیا ہوں میں ہی کہ بدل گیا زمانہ

رہے تا ابد سلامت رہے تا بحشرِ آمین
ہر رنگ بے لوائی تیری شانِ خمرانہ

((:))

یہ کون آرہا ہے ادھر کراتا
جہانِ متنا میں بچل چلا

نگاہوں میں مستی قدم بہکے بہکے

چراغِ محبت جسدِ متا بچتا

حجابوں میں ڈوبی ہوئی بیجا بی

میر کی زندگی کو متا بشتا

نگاہیں پھانسی دیکھ رہی
 درخشاں کج مشفق نظر کی دکھاتا
 مبارک ہو میری جبینِ وقت کو
 ہر کام پر ایک کھیر بناتا
 نصیب سے ہر سنی لگی ہیں بہاریں
 گنہوں کو طریقِ تقسیم سکھاتا
 دوزخ کو سیراب کر دینے دار
 شرابِ محبت پلاتا بہاں
 کبھی نہر کاٹ کبھی تیر کا بل
 بھی نہر کاٹ کبھی تیر کا بل
 شبابِ مکمل نگار سراپا

نگاہوں سے پچھا فضاؤں پہ چھپاتا
 بریں لطف مشکیں باریں دے الوداع
 نگاہوں کی چھینچھپائی کو لٹھکتا
 نگاہیں جھکاتے دو عالم پہ چھپاتے
 کبھی مجھ کو کھیتا کبھی مجھ کو پاتا
 وہ رفتار جیسے کہ بادِ بہاری
 بناتا مسٹانا، مسٹانا بناتا
 فضا میں معطر ہوئی جا رہی ہیں
 ہواؤں کو بھی نکھتوں سے بساتا
 بہر طور کامل بہر رنگ قاتل
 جسے قتل کرتا اسی کو چلاتا

خری نہیں مجھ کو بہت سزا دینی
یہ کون آگیا ہوش میرا ڈاٹا

یہ ہے جہنم بہار کا نام
جیسے گل کے ننکے کو مار
جیسے چھکے ہوئے بول پکانے
یہ دہے چشم پر کا نام
دیکھنے دے نہ کر کے پیر گے
اس دل بیکار کا نام
بند ہوں نہیں تجھ شوق
بہشت سے منتظر کا نام
جسے خاموش چیں نوہ کنار
دو تڑپ یہ بربک کا نام
پہلے تھکے کے دیکھو
بہشت میں یہ بربک کا نام

بہشت میں یہ بربک کا نام

بہشت میں یہ بربک کا نام

تو نسل ہر نہ وقت ہر جہاں تم ہو جہاں ہیں ہوں

محبت ہی محبت ہے جہاں تم ہو جہاں ہیں ہوں

بھلا جسے کیا دنیا نیرونہ کا غلام

عبادت ہی عبادت ہے جہاں تم ہو جہاں ہیں ہوں

فساد ہوش ہر سکت ہو اسے ہو کا حامی ہے

فغان بھی کہ منہایت ہے جہاں تم ہو جہاں ہیں ہوں

بہشت مشکل ہو وہ جہاں ہر نہ محبت کا

محبت ہی محبت ہے جہاں تم ہو جہاں ہیں ہوں

ان فتنہ بابر سے چاہو نہ کہ ہر نہ محبت کا

بہشت میں یہ بربک کا نام

وہ کہ پندی اور — درہی کابل

مسترت جو تہ سے تہیں مہم جو جہاں پٹاں

نہ چون بھر کے جگر سے نہ شوق و شوق کا عالم

کسے بر کی ضرورت ہو جہاں تم ہو جہاں نہیں ہوں

— (۱۱۸) —

گھٹا پھر سر مسیکرہ اُکے چھائی

دہائی دہائی، دہائی دہائی

غیروں سے جو گھر کے کھینچی دہائی

چمن مسکرا یا کھلی مسکرائی

مبارک رہے مجھ کو ہر دم تڑپنا

سلامت رہو تم نظر کیوں پھرائی

کسی دن تو اُن کو بسا افسانہ

یہ اپنی نہیں روز کی کئی اوائی

وہی میرا عالم وہی تیرا عالم

وہی ہیں نصف ہیں وہی بعد فی

خیالات اُبھکے قدم ڈالنے سے

کہیں راستے ہیں جو تہیں نہ آئی

زمانے سے بیگانہ دل ہو رہا ہے

یہ کس بُت نے لوٹی خدا کی خدائی

یہ کون آگیا ہم پہ پیدا کرنے

یہ کس نے ہماری وفا آزمائی

تڑپنا ہی بہتر قسمت ہیں کھلا : محبت نے لوٹی سکون کی خدائی

اک ستمگر کو پیار کون کرے
 زلیست کو بہتر ار کون کرے
 جب کہ سنتا نہیں کوئی فریاد
 پھر فغاں بار بار کون کرے
 غم سہے کون اسکی فرقت میں
 جبر کو اختیار کون کرے
 کیا خبر یہ بھی پھیرے آنکھیں
 درد کا اعتبار کون کرے
 کہیں عادت نہ دکھو ہو جائے
 آپ کا انتظار کون کرے

سننے والا ہی جب نہیں کوئی
 ذکر صبح بہار کون کرے
 جنکو ساقی نے کر دیا بخود
 اب اُنھیں ہوشیار کون کرے
 اُسکے اپنی جان دو بھر ہے
 حُسن والوں کو پیار کون کرے
 ہم تو اپنے میں کھو گئے بہرِ آد
 سجدہ اک رحمتِ یار کون کرے

(())

کیا خبر تھی کسی کافر سے محبت ہوگی
 کفر کی بھی شرے ایساں کو ضرورت ہوگی

راہزن نے مجھے پھیرا کہ یہ رستے ہیں کہا

راہ ایسی ہے کہ رہبر کی نہ حاجت ہوگی

بے پروستیاں مینجانے کا ہر مجھ سے بھرم

میں بوپی لوں گا تو ساقی کو ندامت ہوگی

جکل سخن گستاں میں ہر جن بات کی صوم

میرا عالم مری مری، مری و حشت ہوگی

شوق دیدار مری تاب نظر لائیکہ کوان

آنکھ اٹھاؤں گا تو جلوہوں کو ندامت ہوگی

تیرے گہرے اگر کام تصور سے لیا

شام غم میں ہی غیاں صبح مسرت ہوگی

کہ دو خوشیوں سے کہ ہزار دہکے کر دو دھکا

ہیں بھٹا ہوں مجھے غم سے راز سنا ہی

— (۱۰۰) —

عالمِ قلبِ ناتواں نہ سمنو

نہ سمنو غم کی داستاں نہ سمنو

تم کرم کے خون کرو گے ستم

حالِ دلِ بے مہرباں نہ سمنو

راہِ دشوارِ عشق ار سے تو بہ

نٹ گیا دل کا کارواں نہ سمنو

دلِ نازک کو تھیس پہنچے گی

میرے نام کے مری فتحاں نہ سمنو

کر دیا سیر جتنے میکش تھے

عالم پیر میکشوں نہ سنو

یال شام الم لوکسن ہی لیا

خج اُن کہاں کہاں نہ سنو

بس سمجھ لو وہیں ہے وہ موجود

اُس کی آواز تم جہاں نہ سنو

بکھیوں کی چمک پہ غور کرو

ذکر برباد آکشیاں نہ سنو

میت سے منتظر تو ہو لیکن

عالم بستر اور نیم جاں نہ سنو

لوکسن کے سامنے تھی وہ پہر ہی ہے

مجھے تو اویہ دید سے میری عید تو بھی ہو

تجھ کو وہ پانچ ہے میرا خشن مست ہے

تجھے کون دیکھتا ہے سے وہ تیر ہی اکو

غم نہ تھی کے مار سے بھی مجھ پر کیا پائے

کیسی غم مٹا رہے ہیں کسی عید تیری ہو

میرے ہر بندہ کو بھی غصے سے لپی نہ مارا

وہ جو آرزو چاہا تھی وہ شب بیدار نہ کی ہو

کہ نہ تھے تیرے ہونے کے تیرے چہ زبان ہو

تیری پاؤں پہاں ہوں میری عید تیری ہو

نہ نظر میں تب باقی، نہ نگہ میں آب باقی

یہاں جاں پہ بن رہی ہے ٹہاں بید ہوئی
جو لبوں پہ کچھ تہسم، کسی حال میں ہے گم
وہ سنیں گے میرا عالم یہ اسیہ ہو رہی ہو



زمیں کیسا کرے آسماں کیا کرے

جو ہم غم میں ہیں آسماں کیا کرے
بتاؤ نگو: تم ہی کچھ رہے وہ!!

خزاں آگنی گھستائیں کیا کرے

جو ہونٹوں کی کشتی نہ استوار

کر مٹی پر سیر معشوق کیا کرے

نہاں رکھ کے جب ہوا زمانہ خموش

بتاؤ کوئی بے نہاں کیا کرے

کہاں جائے امن و سکون کو کوئی

کہاں ہم نہیں ہو کہیں بیزارے

نہاں کی قسمت میں تہاں جیساں

نگاہ غنیم باغباں کیا کرے

جو پہر آؤ خود راز ہو مستکشف

بتاؤ مہتہیں راز وراں کیا کرے



وقف خموشی ہے سارا زمانہ

کون سنے گا غم کا فسانہ

سارے جہاں میں دیکھ لیں

کوئی نہیں ہر اپنا یگانہ

ہم سے بھی کم نکلیں گے تہا نہیں

دلیہ میں شعلے لہے پرتا نہ

عشق مُنتہ۔ حُسن مُنتہ

بکھر نہ ہو جیو۔ راج نہ داتا

ہائے کٹے کیوں اب لبِ شکر

کس کا بھلا رہا ہے نہ مانہ

عاری فضا میں غم بھی نہ رہے

پچھتر اچھتر کسی سے غم کا ترانہ

میں نے بھی بہرا و حقیقت ہو سب بہرہ و ہے فسانہ

پیش نگاہ شوق وہ صورت ہے آجکل

دنیا میرے خیال کی جنت ہے آجکل

اک سنگ در کو ہے میرے سجد و تکی آرزو

میرا نصیب جو میری قسمت ہے آجکل

ایسا پھنسا ہوا ہوں فریبِ خیال میں

جیسے کہ ہر قدم مجھے راحت ہو آجکل

خوشیاں کچھ اس طرح سے عطا کیں کر دینے

کہنا پڑا کہ غم کی ضرورت ہے آجکل

اس چشمِ ناز میں بھی ہیں آشوب و بھڑکنے

بدلا ہوا نظامِ محبت ہے آج کل

وہ چاہے ہیں کون و مکان پر کچھ آئیں

بھوکو ہر ایک ذرہ سے الفت آجکل

تنت زبیر کے بڑا ہی نشان

جس سمت و حکمت آوں قیامت آجکل

— (: :) —

جوں نسبت یہ تھے رہتو و رفتوں کے

بڑے فریب ہیں گذر و مری جا کے

کہاں میرا گناہ ہے کہاں بیان کی مراد

کہیں سکوت کی راتیں کہاں فرار کے

کسی کا دست منور ہے پیش چشم و ناخ

بٹنے نہ ہے ہیں گذر سے ہیں نشان کو

نہی نہیں ہیں نشان کمان نسیم نہ رہی

خیزاں کے رہیں ہیں نے شجر جگہ

جو ہیں شوق و احبہ میری پاؤں و کس

مرو تو بسبب تو کہ چہ جا رہی کو خاک و مروت

نظر نہ نیگا کچھ بھی سوا سے نہ نظر

نظر کی آبرو جانے کی دیر پا کے

زمانہ کچھ بھی کہے انکو نہیں اسے بھلاؤ

بہیں تو خون مارا ہے رہنے چھا رکھو

— (: :) —

بے نشان کا کوئی پتہ نہ ملا

ہم نے ڈھونڈھا بھی خدا نہ ملا

ایک تم ہی نہ ہم کو مل پائے

ورنہ ملنے کو ہم کو کیا نہ ملا

ہم نے سارا جہان ڈھونڈ لیا

کوئی خوش کام مدد نہ ملا

پہنچو امیر ادا من ایتہ

پترے صدقے میں مجھ کو کیا نہ ملا

میری کشتی کو مل گیا حوالہ

میری کشتی کو نہ اسد نہ ملا

لیا رہزن سے رہبری کا کام

جب نہیں کوئی رہنمائی نہ ملا

اُن کو بہتر اور پالیا حیدر
مجھ کو اپنا کہیں پتہ نہ ملا

پاکے مدہوش متناسجھے دیجھا نہ کریں

میری نظریں میرے عالم کا تماشہ نہ کریں

ہم نے الفت ہی کے ماروں کا یہ کیا اند

دل نہ جھکتا ہو تو کیسے کو بھی کھجور نہ کریں

مجھ کو رہبر سے کوئی کام نہ رہزن کی غرض

رہرو کی کامری یہ لوگ تماشہ نہ کریں

ہم کو نہ کیا ملا گوشت کی دولت پائی

اب کوئی بکھو خوشی دے تو گوارا نہ کریں

میری رگ رگ کا یہ عالم ہے کہ جیسے دل ہو

آپ دیکھیں پاس انداز سے دیکھا نہ کریں

چشم نازک سے بہانے میں کیوں شکالم
 اُن سے کہہ دو کہ حقیقت کو نہ افسانہ کریں
 راز کی بات نہ مانے کو بہتا دیکھنا
 جو مٹاؤں میں گم ہیں وہ مٹنا نہ کریں

— (✽) —

تمہیں دل میں رکھا ہے اپنا سمجھ کر
 غم زندگی کا سہارا سمجھ کر
 بہت دن رہی چشم شقائق حیران
 بڑے غم کو غیب سے تلوہ سمجھ کر

اسی سمت ہے چوٹ پر موجِ ظرافت
 جدھر بڑھ رہا ہوں کسارا سمجھ کر

نگاہیں میری اسے جمالِ سراپا
 تجھے دیکھ لیتی ہیں اپنا سمجھ کر
 بڑھانا پڑا مجھ کو دستِ مٹا
 نگاہِ کرم کا اشارہ سمجھ کر

کہو کفر سے اپنا دامن بچا لے
 کہ بہنے کیا ہے یہ سمجھ کر
 یہی ہے دریا یا منزلِ دل
 یہاں اُسے بہتا آدم کیا سمجھ کر

— (✽) —

بیٹھے بٹھائے ہائے کیا ہو گیا مجھے
 اپنا نہیں ہے ہوشِ نران کا پتہ مجھے

اب کس طرح لینگ بھلا راستہ تھے

منزل پہ لڑکے بھول گیا رہنا مجھے

الزام دے رہا ہے یہ جبر و قہر مجھے

کرنا نہ چاہئے تامل ہمارا کہ مجھے

دینا و دیں کا ہوش نہ اپنا پتہ مجھے

ساقی نے بھر کے جام ہیں کیا دیدار مجھے

کچھ گراں نہیں جھکی تھی حسین شوق

دیئے نگہ فریب تر الفت پائے مجھے

بھونے لگی جو قلب کو طوفان کی آرزو

ساحل کی سمت نے کے چلانا خدا مجھے

عالم نہ کیوں نشا نہ میرے نصیب پہ

قسمت سے مل گیا ہے غم لاوار مجھے

غم میں ہیں لاکھ لطف اہم ہیں ہزار کین

کیونکر کہیں کہ بھول گیا ہر خدا مجھے

چند کو یہ شکر ہو کہ یہ عالم نہ دور ہو

وہ کیا کا فکر ہے کہ یہ کیا ہو گیا مجھے

مشکل نہ تھیں فراقی کو گھڑیاں گزارنا

اکبر جس سے خیالی نے گھبرا دیا مجھے

نہ تو ہے کچھ الگ برہنہ بارہ کی رنگ

نہ ہر قسم پر ہمت سازا نہ مجھے

بہر ادب میری غمخوار کی حیات

مجبور کر رہا ہے لب ہر شہر مجھے

ترے پاس تک نہ پہنچا وہ کوئی بھی حال چلے
جو چلا بہک بہک کر جو چلا سنبھلے

جہاں اشک نامرادی ہر چشم شوق آیا

ہرے غم کو داد دیدی ہری حسرتوں کا چلے

ہری ایک بچہ دی ہیں ہیں ہزار ہوش پہناں

ترے پاس آ رہا ہوں رنج زندگی بدل کر

ایا دست باغباں نے نیا استخار چمن گاہ

کبھی یہ کلی مسلک کبھی وہ کلی مسک

ہے کفر یا کہ ایماں یہ کہ جہل یا کہ عرفان

تیری ذات اگنی ہے ہری بندگی میں فدا

نہ تو کا آنے نہ ہیر نہ تو را سے نہ منظر

وہیں ہیں نئے کھائی ٹھوکر ہیں جہاں چلے سنبھلے

نہ تو وصل میں ہوں رقصاں نہ فراق میں نہیں گراں

مجھے کیا بنا دیا ہے ہری زندگی بدل کر

اسی آرزو میں برسوں کبھی میں نے دن گزارے

کبھی ال گئی ہو منزل مجھے اک قدم ہی چل کر

جسے ہجر کی طلب نے سب انا مرا ور کھا

ہرے سب پہ آ رہی ہو وہ دعا پھل چل کر

برا کلم رہے سلامت شب بھر کاٹ لی ہو

کبھی آہ سرد بھر کر کبھی کروٹیں بدل کر

از سے جوش نامرادی ارے جذب نا امیدی

مجھے کیا ملیگا ظالم میری حسرتیں چل کر

عجیب ہے میری زندگی کا

مسئلہ دور ہے اک سیلے کا

کہیں منزل نظر آتی نہیں ہے

نتیجہ مل رہا ہے رہرو می کا

جدھر دیکھو اُدھر نا کامیاں ہیں

خدا حافظ ہمارے زندگی کا

لگا دھس کے قربان جاؤں!

میرے غم نے بھی دیکھا خوشی کا

کسی ڈر سے تب بھی افسوس نہیں ہے

مزا بل رہا ہے بندہ کی

دل حسرت زدہ خوں ہو چلا ہے

میرے غم کو بھی موقع ہو خوشی کا

کسی کو کیا غرض دیکھے جو بہر اد

کہ کس عالم میں ہے بندہ کسی کا

کیا خبر تھی حیراننا بھی قیامت ڈھانگنا

روح کی پتیلیوں کو اور بھی تڑپانگنا

گوخ اٹھے گی چار سو میری نواسے شادی

زندگی کے ساز میں ہر نغمہ خود کھوجانگنا

پھر وہی میخانہ ہو گا پھر وہی مینا سنے نہ

میرے لب تک پھر وہی پانہ کھنچا آئے گا

پھر میرے پاسے طلب کو اور ہوگی جستجو

یعنی منزل پا کے منزل کا گماں کھو جائیگا

پھر جبین شوق ہوگی اور سنگ آستان

پھر نیر بندگی طوفان بن کر چپائیگا

پھر مری آنکھوں میں مجھیں گے وہی اشکالم

جن کو پا کر میرا دامن گستاخ بن جائیگا

کیا خبر تھی ساتھ چھوڑ لیگا نہ امی بہر او شتر

زندگی کا غم مجھے تازہ زندگی تر پائے گا

— (❖) —

وہ صورت جو دلیں اُتر جائے گی

محبت کی دنیا سنوار جائے گی

کہا ناک سہوں گا میں آرام منم

گزرے گزرے گزرے گزر جائے گی

مرے بعد کیا ہوگا تیرا مال

مری بے بسی تو کدھر جائے گی

ذرا دل کو مانوس غم کر تو لوں :

کلی جب کھلے گی بکھر جائے گی

کسی دن یہ آنسو بھی ختم جائیں گے

جو ندی چڑھی ہے اُتر جائے گی

ان آہوں کا کچھ اور مقصد نہیں

کسی بے خبر کو خبر جائے گی

حقیقی ہے بہر ادا عالم میرا

مری آہ کیوں بے اثر جائے گی

شیریں دن کو کیف بہاں دینے لگا

سرگدازت اور سب آستان دینے لگا

پتہ نرس ام تہانت یہ مج کو کیس ہوا

ب تو میرا کھنکھنی مج کو تلخیاں دینے لگا

سرخ سرورم نالہ دیکھتے ہیں شہر و شہر

جیسے کوئی بے زبانی کو زبان دینے لگا

سہرا نہ ان کے آئے ہی قیامت آگئی

جتنی کتہہ حیات جاوڑاں دینے لگا

رہرو کی جلی میری فتنہ کا کرشمہ دیکھئے

راہزن خود مجھ کو سناں کا نشان دینے لگا

میکہ سے پہلے سے ہی ہمارا آویسنا

ہم کب سے مجھے بیتہ بیابان دینے لگا

میں گدا اس کے ہوں اسے بجز وہ دستہ کم

بے طلب مج کو ستارے دو آہاں دینے لگا

صبح ہوئی چلی نسیم صبح کا ہاجر نہ پوچھ

رات تو نیرنگی کی صبح کو یک ہونہ پوچھ

راہ جمال آفتاب دے سجھ سجھ گیا

پہاڑوں کی تہاں سے گزرتے ہو خود نہ مانہ پوچھ

رہنویس پوہی راڑ میں راڑوئی نہ مانہ پوچھ

اپنا بھلی ہاجر نہ کہہ میرا بھلی ہاجر نہ پوچھ

میرا جہاں جہاں یاس چہرہ مرا داس داس

عشق کی ابتداء یہ ہے عشق کی انتہا نہ پوچھ

دل تھا میرا بھجا بھجا سجود کا وہم بھی نہ تھا

کھنچ ہی گئی جبین شوق قوت نقش پانہ پوچھ

تیرے خلاف شان ہیں اتنی کرم نمایاں

حسرت ہر گدائے سن حسرت ہر گدائے پوچھ

عشق کا راز ایک ہے دونوں کا ساز ایک

کس کو ملا ہر بت نہ پوچھ کس کو ملا خدا نہ پوچھ

((:))

ہر مختلف جہاں سے میری زندگی کا رنگ

یعنی کہ غم میں ڈوب گیا ہے خوشی کا رنگ

باد صبا سے کہہ دو ہشیار ہو کے اے

چھایا ہوا ہے صحن چمن پر کلی کا رنگ

اکثر میں سوچتا ہوں قیامت بپا نہ ہو

اُن پر اثر کرے نہ میری سادگی کا رنگ

اب ترے در کو ہے میرے سجود کی آرزو

اے بندگی نواز یہ ہے بندگی کا رنگ

پتیا ہوں اور ہوش سے جاتا نہیں ہونیں

ساقی کو ہے پسند میری مسکشی کا رنگ

غنجوں نے تم سے سیکھی ہیں نازک ادائیاں

پھولوں نے لے لیا ہے تمہاری منہی کا رنگ

میری نگاہ شوق تڑپتی ہے بار بار

چھایا ہوا کون و مکان پر کسی کا رنگ
 بہزاد ہو خود بھی تو اس کی خستہ نہیں
 کس کی خوشی میں گم ہو ہماری خوشی کا رنگ

کبھی اشک پیہم کبھی بے خیالی کبھی تمام کرد کو فریاد کرنا
 کبھی لب پہ نالے کبھی لب پہیں کبھی چپکے چپکے انہیں یاد کرنا
 یہ لڑا ایک سہرے ہو بتایا، یہی رمز راہ طلب کا سنجھایا
 جو منزل ہوا سو کو نہ منزل پہلو منزل نہ ہوا سکو آباد کرنا
 کسی کا یہ عالم بھی دیکھا ہے جس نے روز و شب تیری
 کبھی کچھ تفکر کبھی کچھ تغیر، کبھی بھول جانا کبھی یاد کرنا

غیبت ہوا خود سے وہ مسکرائے محبت بڑھ بڑھ کر جادو جگا
 دل مبتلا کیوں نہ قربان جائے انہیں آگیا دل کو یاد کرنا
 محبت نے اک طرز انکو سکھایا، مگر ایک عالم کو دوزخ نکال کر
 اُسے یاد کرنا جسے بھول جانا اُسے بھول جانا جسے یاد کرنا
 ہرے کفر پر میرے ذوقِ المِ ہری زندگی کو دل مبتلا کو
 نہ تم مہر نہ نہ بیداد کرنا، نہ آباد کرنا نہ ہر یاد کرنا
 سجدِ محبت سجدِ اطاعت، سجدِ عقیدت سجدِ صداقت
 کسی سنگِ درپر کسی آستانِ پر جو کرنا تو یہ کام بہزاد کرنا

((❖))

غم عاشقی دل کو پیارا بہت ہے
 اسی غم کا مجھ کو سہارا بہت ہے

اگر شوق دید اپنی حد سے نہ بڑھ تو
فقط اک جھلک اک نظر اہستہ

جو چاہے تو یہ دیں و دنیا بنا دے
محبت کا ادنیٰ اشار اہستہ ہے
بتاؤ تو ساقی سے کیوں جام مانگیں
ہمیں تو یہ عالم ہمارا اہستہ ہے

میں کیوں جاؤں سیر بہارِ حین کو
تری آنکھوں کا نظر اہستہ ہے

ہمارا ہر کیا موج طوفاں ہو ہم ہیں
وہ اچھے ہیں جن کو کنار اہستہ

خبر بھی ہو پر وہ نشیں حسن تیرا

ہے پنہاں تو کم آشکارا اہستہ
اٹھائی گئی سراب میری بندگی کیا
حقیقت میں احساں تمہارا اہستہ

ڈبو یا تھا جس موج نے مجھ کو تیرا
اسی موج نے پھر اُبھارا اہستہ

سیرِ ذوقِ عبادت ہو نہ ہو

کیا خبر سجدوں کی فرصت ہو نہ ہو

میکدہ میں سوچتا ہوں بار بار :

مجھ پہ ساقی کی غنایت ہو نہ ہو

کام کب چلتا ہے منزل کے بغیر

رہی کی دل کو حسرت ہو نہ ہو

ٹھوکرے کھانا پڑیں گی عشق میں

در بدر پھرنے کی عادت ہو نہ

اور کیا کرنا پڑے گا اے جنوں

زندگی صرف محبت ہو نہ ہو

کفر کو اب تک سمجھتا ہوں میں کفر

یہ خدا جانے حقیقت ہو نہ ہو

مستی ہے دل مجھے بہتر ادا کیا

یار کے قدموں میں جنت ہو نہ ہو